بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور ومعروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے — دعہ
۲۔ خواص ومعاونین سے — عہ
۳۔ ہندوستان سے باہر — ے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے — ے
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے — عہ

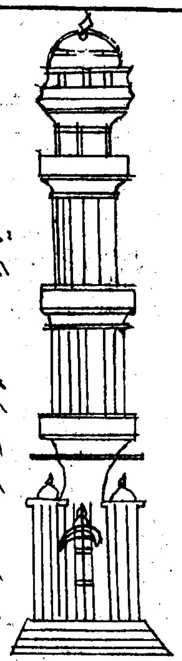
نوٹ

ہر کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے +

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویمت بانو گر آئی چہا در قادیان ہینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی



قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے ایک درد دل کا اظہار

۱۶ جولائی ۱۹۰۸ء کے درس قرآن شریف میں سورہ الشوریٰ کا پہلا رکوع تھا۔ آپؓ نے ابتداء درس میں فرمایا کہ اس سورت شریف کا ابتداء نہایت ہی عجیب رنگ میں ہوا ہے اور اس میں بڑے بڑے باریک اسرار اور پر معارف نکات بھرے ہوئے ہیں مگر آج میری طبیعت پر ایسا کچھ غیر معمولی صدمہ ہے کہ طبیعت میں ان معارف اور باریک علوم کے بیان کرنے کی برداشت نہیں۔ خدا کا فضل اور توفیق شامل حال رہی اور زندگی ہوئی۔ تو انشاء اللہ کسی دوسرے وقت بیان کرونگا آپؓ کے اس رنج اور صدمے کا باعث یہ ہے کہ خدا کی ایک وہ باریک حکمتوں اور مخفی در مخفی مصالح سے حضرت اقدسؑ کا ایک اشتہار جو انہی کالموں میں **اشتہار مفید الاخیار** کے عنوان کے نیچے ہدیۂ ناظرین کیا گیا ہے۔ آپؓ کے ہاتھ میں آگیا اسکا مضمون جیسا کہ آپکو پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ آپؓ نے پڑھا اور پھر یہ خیال کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ایسی پاک تجویز جسکا اظہار حضور نے ۹ ستمبر ۱۹۰۱ء کو کیا جسپر آج ساتواں برس جاتا ہے مگر اسکی عملی صورت ابھی تک قایم نہیں ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پاک خواہش کا اتنا لمبا عرصہ معرض التوا میں پڑے رہنا اور قوم میں سے کسی ایک فرد کا بھی اسکی طرف متوجہ نہ ہونا یہ خیال ایک ایسے انسان کے واسطے جس نے حضرت اقدسؑ کے ایک اشارہ پر ترک دنیا، ترک وطن، ترک جاہ و حشم کر دیا ہو۔ اور اپنی تمام ارادوں اور خواہشات کو اس امام برحقؑ کے ارادوں پر قربان کر دیا ہو۔ اور وہ اسکی محبت میں ایسا گداز ہو۔ کہ ایک رات کے واسطے اسکی جدائی اسکو موت نظر آتی ہو کیسا دکھ دہ اور کیسا رنج رسان اور کیسا درد پیدا کرنیوالا ہو سکتا ہے۔ اسکا صحیح اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو کسی سے ایسا ہی اخلاص و ارادت ہو +

بہر حال حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے یہ خواہش کی ہے کہ حضرت اقدسؑ کے اس اشتہار کی اشاعت کیجاوے اور جن احباب کو اخبار نہیں پہنچتے یا وہ اخباروں سے مذاق نہیں رکھتے اخبار پڑھنے والے احباب انکو یہ اشتہار سنا دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیحؓ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت اقدسؑ نے اگر ۹ ستمبر سے ۲۴ دسمبر تک اس کام کیواسطے مہلت دی تھی۔ تو اب ۲۰ جولائی سے ۲۴ دسمبر تک مہلت ہے کیا اچھا ہو کہ ایک بڑی جماعت حضرت اقدسؑ اور پھر خلیفۃ المسیحؓ کی اس خواہش کے پورا کرنیکے واسطے کمر ہمت باندھیں اور خدا مدد دے پاکر دسمبر ۱۹۰۸ء کے جلسہ پر اس امتحان میں شامل ہو جاویں (جو لوگ اسمیں شامل ہونا چاہیں وہ ضروری شامل ہوں مجھے از راہ محبت اطلاع دیں۔ اس اطلاع میں مجھے بہت خوشی ہوگی۔ احباب توجہ کریں اور عبد الرحمٰن پوری توجہ کرو ۱۔)

(حضرت اقدسؑ کا اشتہار ذیل میں درج ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار مفید الاخیار

چونکہ یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہماری اس جماعت میں کم سے کم ایکسو آدمی ایسا اہل فضل اور اہل کمال ہو کہ اس سلسلہ اور اس دعوے کے متعلق جو نشان اور دلائل اور براہین قویہ قطعیہ خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں۔ ان سب کا اسکو علم ہو اور مخالفین پر ہر ایک مجلس میں بوجہ احسن اتمام حجت کر سکے اور انکے مفتریانہ اعتراضات کا جواب دے سکے اور خدا تعالیٰ کی حجت جو انپر وارد ہو چکی ہے بوجہ احسن اسکو سمجھا سکے اور نیز عیسائیوں اور آریوں کے وساوس شائع کردہ سے ہر ایک طالب حق کو نجات دے سکے اور دین اسلام کی حقیقت اکمل اور اتم طور پر ذہن نشین کر سکے پس ان تمام امور کیلئے یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لائق اہل علم اور زیرک اور دانشمند لوگوں کو اسطرف توجہ دیجاوے کہ وہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء تک کتابوں کو دیکھکر اس امتحان کے لئے طیار ہو جائیں اور دسمبر آئندہ کی تعطیلوں پر قادیان میں پہنچکر امور متذکرہ بالا میں تحریری امتحان دیں۔ اسجگہ اسی غرض کیلئے تعطیلات مذکورہ میں ایک جلسہ ہوگا اور مباحث مندرجہ کے متعلق سوالات دیئے جائیں گے۔ ان سوالات میں جو لوگ حال سے نکلیں گے انکو ان خدمات کے لئے منتخب کیا جائیگا اور وعدہ الٰہی ہے کہ وہ یہی ہونگے کہ ان میں سے بعض دعوت حق کے لئے مناسب مقامات میں بھیجے

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپ کے شایع ہوا۔

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کی ایک تقریر بمقام لاہور

۲۱۔ جون ۱۹۰۸ء کو جب کہ احمدی قوم کے کئی سو احباب اس مبارک پیغام کے یونیورسٹی ہال لاہور میں سنائے جانے کی تقریب پر مختلف اطراف سے لاہور میں جمع ہوئے تھے جو کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی کے آخری چند ایام میں دنیا میں حقیقی امن اور صلح قائم کرنے اور ہر قسم کے فساد اور آئے دن کے جھگڑوں کی خطرناک آگ کے مٹانے اور خدا کے پیارے برگزیدہ اور مقبول النبیوں کی (جو دنیا کے مختلف حصوں میں وقتاً فوقتاً دنیا کی ہدایت اور نجات کے واسطے خدا سے مبعوث ہو کر آتے رہے) عزت اور عظمت قائم کرنے اور انکی ہتک اور توہین کی لعنت اور جذام کا (جس کی وجہ سے دنیا نے یہ دن دیکھے۔ کہ آئے دن دنیا پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ اور دنیا مورد قہر الٰہی بن ہی ہے اور خدا کا غضب مختلف شکلوں میں کبھی طاعون کے رنگ میں اور کبھی زلازل کی تباہ کن زجر کی شکل میں کبھی قحط بنکر اور کبھی وبا ہو کر دنیا کو نگل رہا ہے) دنیا سے خاتمہ کر دینے کی غرض سے لکھی تھی۔ ایسے موقع پر صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق احمدیہ بلڈنگز لاہور میں ایک پرجوش تقریر بڑے مؤثر لہجے اور پرزور الفاظ میں بیان فرمائی۔ جس کا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہے۔ (عبد الرحمان قادیانی)

خلاصہ تقریر

میرا در اصل کچھ کہنے کا منشا نہ تھا۔ مگر روانگی کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ کہ ایسے موقع پر جب کہ بہت سے دوست مختلف شہروں سے ایک جگہ جمع ہوں گے ضروری ہے کہ کچھ بیان کیا جاوے۔ لہٰذا میں صرف اس حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہوا ہوں آج کل بعض اعتراض کئے گئے ہیں۔ انکا دفع کرنا میرا مقصود ہے:

اگر حضرت مرزا صاحب کی وفات پر اسقدر اعتراض واقع نہ ہوتے۔ اور اس طرح سے بیجا ہنسی ٹھٹھا نہ کیا جاتا۔ تو پیشگوئی کا ایک بڑا حصہ پورا ہوئے بغیر ہی رہ جاتا لہٰذا ضروری تھا کہ آپؑ کی وفات پر بھی بعض پیشگوئیاں جو وفات کے متعلق تھیں۔ پوری ہو کر رہتیں ضروری تھا کہ ہنسی ٹھٹھا بھی کیا جاتا۔ اور طرح طرح کے اعتراض بھی کئے جاتے تا آپؑ کے وہ الفاظ جو آپ نے **الوصیۃ** میں لکھے تھے کہ "بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دیتا ہے" نیز یہ کہ "گروہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اور قومیں ہنسی ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کیساتھ پیش آئے گی" پھر ان ابتلاؤں اور مشکلات کے پہاڑوں اور مصائب کے زلزلوں میں ثابت قدم رہنے اور قدم آگے ہی آگے بڑھانے کی قوم کو وصیت فرمائی ہے۔ تا خدا کی تائید اور نصرت کا نور نازل ہو اور وہ دلوں پر سکینت اور طمانینت نازل فرماوے

اعتراض ایک ایسی چیز ہے کہ جب کبھی کوئی عظیم الشان انسان دنیا میں کوئی خاص اور اہم مقصد لیکر کھڑا ہوا ہے لازماً دنیا نے اس کو نشانہ اعتراض بنایا ہے سب سے بڑھکر اعتراض اسلام اور بانئے اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوئے ہیں کیونکہ جسقدر آپ اہمیت اور عظمت میں سب سے بڑھکر تھے اسی قدر شیطان نے آپ کی مخالفت میں بھی اپنا پورا زور اور ساری طاقت صرف کی ہے اسلام پر اسقدر اعتراض ہوئے ہیں۔ کہ اگر انکو جمع کیا جاوے تو ایک عظیم الشان پہاڑ بنتا ہے *

اسی طرح اسی سنت قدیمہ کے موافق ضروری تھا کہ احمدی قوم اور اسکے معصوم اور محترم بانی کی حیات اور وفات پر بھی اعتراضات کئے جاتے اور ابھی تو یہ ابتدائی اعتراض ہیں۔ ابھی خدا جانے آپ لوگوں کو یا اس قوم کی آیندہ نسلوں کو کن کن اعتراضات کا مقابلہ کرنا پڑے گا *

کتنا بڑا اور کیسا عظیم الشان مقصد ہے جو آپ لوگوں نے کرنا ہے گویا کہ ایک عظیم الشان پہاڑ آپکے رستہ میں ہے جسے اٹھا کر اپنے رستہ صاف کرنا ہے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا لینا تو آسان ہے مگر یہ کام اس سے بھی اہم تر ہے۔ جو ہمارے امامؑ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔

اسلام کو دنیا میں پھیلانا

یہ کوئی چھوٹا سا کام ہے یا کوئی آسان بات ہے؟ مگر تسلی دینے والی اور کمر ہمت کو مضبوط کرنے والی جو بات ہے۔ وہ یہی ہے کہ خود خدا کا یہ وعدہ ہے کہ "میں اس جماعت کے ذریعہ سے اسلام کو غلبہ دونگا" پس گھبرانے اور بزدلی دکھانے کی کوئی وجہ نہیں *

دیکھو حضرت اقدس ؑ نے خود اپنی تحریروں میں لکھا ہے خدا جانے مجھے کن دشوار گذار گھاٹیوں خاردار جنگلوں اور سنسان بیابانوں میں سے گزرنا ہے پس جس کے پاؤں نازک ہیں اسکو چاہیے کہ ابھی مجھ سے الگ ہو جائے *

دوستو! اب وہ وقت آگیا ہے اور وہ مشکلات کی کٹھن گھاٹیاں اور خار مغیلان کے بھرے ہوئے جنگل اور بھیانک اور ڈراؤنے بیابان ابھی ہمارے سامنے آئے ہیں جن کو طے کر کے ہمیں اپنے امام پاک اور ہادی برحق کے بتلائے ہوئے منزل مقصود تک پہنچنا ہے اس سے پہلے تو ایک پیا وجود ہم میں موجود تھا۔ جو اپنے ہاتھوں تمام کاروبار کو بڑے سلیقے اور احسن طرز سے انجام دیتا تھا اور در اصل سچ پوچھو۔ تو بات یہی تھی کہ ہم اسوقت مزے کی نیند اور استراحت کے نرم نرم بچھونوں پر سوتے تھے۔ اور وہ پاک نفس اور خدا کا برگزیدہ انسان ایک شفیق ماں سے بڑھکر ہمیں آرام دیتا تھا اور ہر جنگ کے لئے ہمارا خود سپر بن جایا کرتا تھا۔ ہمیں اس کی زندگی میں نہ کوئی فکر تھی اور نہ کوئی خوف ہم مطمئن اور بے فکر تھے کیونکہ ہم جانتے تھے کہ خدا کا مقدس اور برگزیدہ رسول ہمارے سارے کام کر رہا ہے اور اس ایک تن واحد نے (خدا کے ہزار ہزار صلوٰۃ اور سلام ہوں اسکی پاک روح پر) ہم سب کو ان افکار سے مستغنی کر رکھا تھا *

مگر پیارے بھائیو!

اب وہ وقت گذر گیا ہے۔ اور ہمارے سارے بوجھ اپنے سر پر اٹھانے والا پاک وجود خدائی وعدوں کے مطابق اپنا کام کر کے خدا کو جا ملا ہے اور وہ تمام بوجھ آپ لوگوں نے اپنے سروں پر اٹھانے ہیں اور اب آپ ہی لوگوں نے ان کو انجام دینا اور ان کی تکمیل کرنی ہے پس اپنے آپکو مضبوط کرو۔ کسی معترض کے اعتراض کی اور لومۃ لائم کی پرواہ مت کرو نہ ڈرو اور نہ گھبراؤ مستقل ہو جاؤ اور اپنی کمر ہمت کو مضبوط کس لو۔ اگر پہاڑ بھی کاٹنا پڑے تو کیا خوف؟

یہ خیال کہ قوم کا ہر فرد معترضین کے تمام سوالات کا جواب دینے کیواسطے طیار رہے۔ ٹھیک نہیں۔ اور نہ ہی خالی سوالات کے جواب یا بحث مباحثے کچھ مفید ثابت ہوئے ہیں۔ بحث مباحثہ سے کبھی کوئی قائل ہوتا دیکھا نہیں

اگر دلائل سے کسی کو ساکت بھی کر دیا جاوے۔ تو بھی تعصب اور ضد ایسی بلا ہے۔ کہ کوئی نہ کوئی پہلو گریز کا نکال ہی لیا جاتا ہے۔ آخر کفارہ اور تثلیث جیسے بیہودہ اور بے دلیل ننگ عقل انسان عقاید بھی تو دنیا مین موجود ہین اور کثرت سے موجود ہین۔ مگر کیا یہ لوگ کبھی بحث مباحثے سے اپنے عقاید کو ترک کرتے بھی کسی نے دیکھے ہین ؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی تو طرح طرح کے اعتراضات کئے گئے تھے۔ اب ہمارے لئے غور طلب امر ہے تو یہی کہ اس گروہ پاک کو غلبہ کیسے نصیب ہوا تھا پس اس راہ کو دریافت کرنا اور اسپر چلکر انہی نتائج کا حاصل کرنا ہمارا فرض ہے ×

ظاہر ہے کہ اسوقت علم و ہنر کا یہ چرچا نہ تھا اور نہ ان مقدسوں کو یہ اسباب میسر آئے تھے جو آج اس زمانہ مین ہمین مسیح موعود کی دعاؤن اور انفاس سے میسر ہین وہ ایک اُمّی گروہ تھا۔ اکثر ان مین ایسے تھے۔ جن کو نہ توریت کا علم تھا۔ اور نہ انجیل کا۔ یہ نہ تھا کہ وہ مختلف ممالک کی زبانون کے ماہر تھے؛ اگر کوئی افغانستان مین گیا۔ تو اس نے وہان کی زبان مین مہارت پیدا کر لی۔ اور اس کے رسم و رواج اور مذہبی اعتقادات کا مطالعہ کر لیا اور اسکے رد کے دلائل سوچ لئے اور ایک خاص تیاری کے بعد وہان پہنچا ہو۔ یا جو چین کے واسطے منتخب کیا گیا تھا اس کو وہان کے ملکی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ اور مذہبی حالات سے خاص طور سے آگاہ اور تیار کر کے روانہ کیا جاتا تھا؟ نہین ہرگز نہین۔ بلکہ وہ ایک

پاک تعلیم اور نیک نمونہ

اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جو تعلیم وہ دنیا مین پھیلانا چاہتے تھے۔ اور لوگون کو اس کی طرف بلاتے تھے۔ پہلے وہ خود آپ اس کا پورا اور کامل نمونہ اپنی زندگی مین دکھاتے تھے اور ان کی تعلیمات کی کتاب ان کی عملی اور اخلاقی حالت پر صاف صاف لکھی ہوئی نظر آتی تھی۔ اخلاقی ترقی کے انتہائی نقطہ تک وہ ترقی کر چکے تھے۔ اور ان کے ہاتھ مین صرف یہی۔ بس یہی ایک ہی روشن دلیل ان کی سچائی کی تھی۔ انکی زبان سے جو کچھ نکلتا تھا اسکا پورا انعکاس انکی عملی حالت مین موجود ہوتا تھا۔ یہی ایک ہتھیار تھا جس سے انہون نے دنیا کو فتح کیا۔ اور وہ جہان گئے۔ عزت و سلطنت عظمت و جبروت نے انکے پاؤن چومے اور اقبال نے انکا استقبال کیا +

دوستو یاد رکھو کہ اگر ان کے ہاتھ مین یہ عملی قوت اور سچا نمونہ نہ ہوتا جسے جادو کہو یا سحر کہو تو سچ طلسم کہو تو صحیح۔ تو پھر خواہ وہ دنیا کے تمام علوم کے ماہر ہی کیون نہ ہوتے کیسی ہی جادو بیانی اور سحر ان کی تقریرون مین کیون نہ بھرا ہوتا۔ کروڑون دلائل ہی کیون نہ انکے ساتھ ہوتے مگر کچھ بھی اثر نہ ہوتا۔ اور وہ ایک دل کو بھی فتح نہ کر سکتے۔

پس

یاد رکھو کہ دنیا کو فتح کرنے اور ان کو اپنی بات منوانے کیواسطے نیکی کی ضرورت ہے۔ نیکی کے کامل نمونے اور اخلاق کے پتلے پر کون ہے جو اعتراض کرے گا۔ آؤ بھائیو ہم تم اسی راہ پر قدم مارین۔ اور وہی راہ اختیار کرین۔ ایک خاص وقت تک تبلیغ اور اتمام حجت کی غرض سے دلائل اور رسائل کی بھی ضرورت تھی۔ سو اسے ہمارے امام صادق علیہ السلام نے کامل اور اکمل طور سے پورا کر دیا۔ تمام دنیا بالاتفاق کہتی ہے۔ کہ دنیا مین نیکی پھیلے۔

اب اگر ہم اس تعلیم کے مطابق جو ہمین دی گئی ہے اپنے نفسون اور روح کو پاک کر کے اس سلسلہ کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کا ثبوت دین اور اس تعلیم کے اصلی نور اور حقیقی اثر کو اپنے عملی نمونہ کے ذریعہ سے دنیا کے آگے پیش کرین۔ تو تمام اعتراضات خود بخود حل ہو جاوین گے اور ہمین لمبے چوڑے مباحثات کرنے اور عقلی نقلی دلائل بیان کرنے کی چندان ضرورت ہی نہ رہیگی

قرآن شریف مین جہان علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم اللہ تعالے نے فرمایا وہ غور اور تدبر کے لایق ہے۔ میرے خیال مین تو اس آیت کا یہی منشا ہے کہ تم اپنے نفس کی اصلاح کرو۔ جب تمہارا نفس پاک اور صاف ہو جاوے گا تو پھر گمراہ لوگ تمہین کوئی ضرر نہین دے سکین گے۔ نہ کسی کا اعتراض اور نہ کسی کا ہنسی ٹھٹھا اور مخالفت یا دشمنی کوئی بھی تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکین گے کیونکہ ان باتون سے نقصان کا احتمال اسی شخص کے واسطے ہو سکتا ہے جسکو اس امر مین شک ہو کہ آیا مین راہ راست پر ہون یا گمراہ۔ مگر جب تم قرآن شریف کی تعلیم کے اصل منشاء پر قایم ہو جاؤ گے اور قرآن کی تمام تعلیمات کا اثر تمہارے وجود مین عملی طور سے نظر آتا ہو گا اور نیکی کے انتہائی درجہ پر قائم ہو جاؤ گے۔ اور اصلاح اور تزکیہ نفس کے تمام مدارج طے کر لو گے تو پھر کسی کا اعتراض ہرگز ہرگز تمہین نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ کیونکہ نقصان اس شخص کو ہوتا ہے۔ جو ابھی کامل نہ ہو۔ یا کوئی کمی اپنے نفس مین محسوس کرتا ہو۔ اور وہ اصلاح کے تمام مدارج اس نے طے نہ کئے ہون۔ مگر تم جب تزکیہ نفوس کر لوگے اور نیکی کے تمام مدارج حاصل کر لوگے۔ تو پھر کسی گمراہ مضر اور بدراہ کا کوئی حیلہ اور اعتراض تمہین ضرر نہ دیگا سو اصل مین حقیقی اور اصولی جواب ان تمام اعتراضات کا میرے نزدیک یہی ہے +

اتنا بیان کر چکنے کے بعد مین دعوے سے کہتا ہون کہ

بحیثیت ایک جماعت ہونے کے

اور ایک ہی شیرازہ اور ایک ہی حکم کے ماتحت ہونے کے گویا کہ تمام قوم نفس واحد کا حکم رکھتی ہو۔ اسکی نظیر کہین بھی ہرگز ہرگز نہ ملے گی۔ مین افراد کو پیش نہین کرتا۔ بلکہ مجموعی طور پر مقابلہ کرتا ہون۔ مین مانتا ہون۔ کہ ہم مین بھی بعض کمزور ہین۔ جو ممکن ہے۔ کہ بعض اوقات بعض احکام کی پابندی مین سستی کرتے ہون۔ یا کمزوری دکھاتے ہون۔ اور ان مین غلطیان ہون مگر مجموعی حیثیت مین اس جماعت کی نظیر ہرگز نہ پاؤ گے۔ قرآن شریف نے اس اصول کو یون بیان فرمایا ہے۔ جہان فرمایا ہے۔ اکثرھم فٰسقون۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نیکی پابندی کا حکم افراد کی حالت پر ہرگز نہین لگایا جاتا۔ بلکہ مجموعی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے جسطرف کثرت ہو وہی فتوے لگایا جاتا ہے کثرت سے نیکوکار عابد زاہد اور پارسا سچے خشیۃ اللہ رکھنے والے خدا اور اس کے رسول کے احکام کے پابند اور پاک نفس سے رہا لوگ ہین تو تمام قوم نیک کہلائے گی ورنہ اگر معاملہ اسکے برخلاف ہے۔ تو فتوے بھی خلاف ہو گا +

آج کل تاریخون یا اخبارات سے اقوام دنیا کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور مین اس معاملہ مین بہت غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ جو خاص امتیازی نشان اس جماعت مین پایا جاتا ہے ہرگز کسی دوسری قوم مین نظر نہین آتا۔ اور وہ خصوصیت ہی اسکے منجانب اللہ ہونے پر ایک کافی شاہد ہے +

ہمین کہا جاتا ہے کہ ؎

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

عبدالحکیم اور ثناء اللہ کے اشتہارات مین یہی شعر ہوتا ہے ان کی۔ اس تحریر سے مجھے معاً خیال آیا کہ یہ لوگ ہم سے

کس بات کی توبہ کرانا چاہتے ہین

کیا پابندی نماز سے توبہ کراتے ہین؟ یا روزون سے یا محبت قرآن اور تلاوت قرآن سے ہمین باز رکھنے کے خواہان ہین یا یہ لوگ رسول ؐ کی عظمت اور عزت اور آپؐ کی محبت سے ہمین روکنا چاہتے ہین؛ مین حیران ہون کہ اگر یہ لوگ ہم سے یہہ سب کچھہ چھڑانا ہی چاہتے ہین۔ اور انکے خیال مین یہ تمام اعمال اسلام کے خلاف ہین۔ تو پھر وہ کونسا اسلام ہے جس کی طرف یہ لوگ ہمین بلاتے ہین؟ اس جماعت سے نکال کر جس گروہ مین ہمین یہہ داخل کرنا چاہتے ہین وہ کونسا گروہ ہے؟ آخر اس گروہ اور جماعت کا ہمین بھی علم تو ہونا چاہئے:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی بعض کمزور اور ضعیف لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اور بعض تزلزل مین پڑ گئے تھے مگر اس صدیقؓ ظل الرسول نے **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علے اعقابکم** پڑھکر ان کو یہ بتایا کہ آنحضرتؐ ایک رسول ہین آپ سے پہلے بھی جتنے رسول آئے۔ سب اسی طرح اپنے اپنے وقت پر وفات پا چکے ہین۔ اب جب کہ تم نے آپؐ کو خدا کا سچا رسول اور برگزیدہ بندہ مانا تھا۔ اور تمہین یقین ہے کہ وہ خدا کی طرف سے تھا تو کیا اب آج اسکی وفات سے یا بفرض محال اسکے قتل کئے جانے کیوجہ سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ تم اس نیکی اور تقویٰ کو ترک کردو؟ اور پھر وہی بدیان اختیار کرلو۔ بدی خود اپنے نفس مین بدی اور قابل نفرت چیز ہے اگر کوئی رسول نہ بھی آیا ہوتا جب بھی بدی بدی ہی تھی۔ اور اسی طرح قابل نفرت۔ نیکی ترک کرکے بدی کو اختیار کرلینا یہہ کہان کی عقلمندی ہے؟

بس اسی طرح حضرت مرزا صاحب کا وجود باجود اس زمانہ مین ہمارے واسطے خدا کی طرف سے ایک ابر رحمت اور سایہ کرم تھا۔ آپؐ نے ہمین بدیون سے ہٹا کر نیکی پر قایم کیا۔ ہماری دہریت اور خشک ایمان کو تازہ اور زندہ ایمان سے بدل دیا۔ اور ہمارے دلون مین خدا اور اس کے رسول کی عزت و عظمت اور صداقت تیخ فولاد کی طرح قایم کردی ہماری عملی حالتین ناگفتہ بہ تھین۔ مگر اس نے کچھہ ایسا شربت پلایا کہ نماز اور ذکر الٰہی مین ہمین لذت اور سرور آنے لگا۔ اور قرآن کی محبت ہمارے دلون مین موجزن ہوئی۔ اور ہر ایک نفس نے اپنی مقدرت اور استعداد کے موافق نیکی مین ترقی کی اور طرح طرح کی بدی اور گناہ سے پاک و صاف ہوا تو کیا اب آپ کی وفات اور ان معترضون کے تعرضات سے ہم لوگ ان نیکیون کو ترک کردین؟ اور پھر لوٹ کر اپنی اسی پہلی حالت مین واپس چلے جاوین؟

بلکہ ہمین آپؐ کی اس وفات سے سبق حاصل کرنا چاہئے حضرت اقدسؑ کا ایک یہ بھی الہام تھا۔ **یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا**۔ اس وحی آلہی کا جو مفہوم ہے وہ آپ پر پوشیدہ نہین۔ آپ لوگ ہی اہل بیت مین داخل ہین۔ کیونکہ آپ نے حضرت اقدسؑ کے ہاتھ مین ہاتھ دینے اور اس شجر طیب سے تعلق پیدا کرنے سے آپؑ کے روحانی دار مین داخل ہونے کا شرف حاصل کیا ہے پس ضروری تھا کہ ارادہ آلہی جو اہل بیت کی تطہیر کے متعلق ہو چکا تہا۔ پورا ہوتا۔ اور اس کے واسطے مشکلات اور ابتلاؤن کا آنا لازمی تھا کیونکہ کھرے اور کھوٹے صادق اور کاذب۔ سچے اور پکے مین صرف یہی ایک ذریعہ تمیز ہے۔ اور وہ اسوقت آپؑ کی وفات کے رنگ مین ظاہر ہوا۔ پس

مبارک ہین وہ جو اس وقت پاک تبدیلی اور ثبات قدم کا بہترین نمونہ دکھائین +

مومن کی نشانی ہی یہی ہے کہ وہ دُکھ کے وقت بھی آگے ہی قدم اٹھاتا ہے۔ اور دُکھ اور مشکلات اس کے واسطے روکنہین بلکہ تازیانہ کا کام دیتے ہین۔ اور وہ نیکی کے لینے مین پہلے سے بھی زیادہ مستعد ہوجاتا ہے ×

مشکلات مومن اور کافر ہر دو پر آتے ہین۔ مگر مومنون کے واسطے آخر ان مشکلات اور مصائب کی آگ گلزار ہوجاتی ہے۔ اور کامیاب مومنون کے واسطے ابتلاء انعام کے رنگ مین تبدیل ہوجاتے ہین عین دکھ کیحالت مین خدا انکے واسطے راحت کے سامان پیدا کردیتا ہے +

ایک مومن مشکلات مین انا لله وانا الیه راجعون کہہ کر رضا بالقضا اور ثبات قدم کا اظہار کرتا ہے۔ جو کہ خدا تعالےٰ کے انعامات اور فضلون کا جاذب ہے +

مومن پر خدا ابتلا اسواسطے خود وارد کرتا ہے۔ تا کہ اسکی تکمیل ہوجاوے۔ اور جو کمی احکام شرعیہ مین اس سے رہگئی ہے۔ وہ تکالیف قضاء و قدر کے ذریعہ سے پوری کر دیجاوے۔ اور وہ کامل مومن ہوکر خدا کے کامل انعامات کا وارث ہوجاوے +

تلك الايام نداولها بين الناس۔ اور دشمن کا بھی ایک وار نکلا۔ احمدی قوم کیواسطے سندھسا قابل غور ہین۔ ایک مین تسلی اور دوسرے مین ایک واقعہ کا بیان ہے۔ دشمن کا وار اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ خود حضرت اقدسؑ کا وجود مبارک ہم مین سے اٹھ گیا۔ ان کو دل کھول کر سلسلہ حقہ کی توہین کرنے اور ہنسی اڑانے کا موقع ملگیا۔ اللہ تعالےٰ نے ہمکو اس کا علم اپنے رسول کی معرفت اس واقعہ سے دو سال پہلے عطا فرمایا تہا۔ سو وہ عین حکمت آلہی اور وعدہ الہی کے مطابق پورا ہوا۔ مگر اب دشمن کو بھی مطمئن نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ **تلك الايام نداولها بين الناس**۔ کل کو ان کی بھی باری آنی ہے اور وہ یقین جانین کہ اب انکی باری بھی آہی گئی +

احمدی قوم پر جو ابتلاء اور مصیبت آئی اسکا جو نتیجہ ہوا وہ تو ظاہر ہے۔ خدا کی قدرت ہماری اس تکلیف مین بھی دشمن کو بجز حسرت و ارمان کے کوئی خوشی نصیب نہین ہوئی۔ ان لوگون کا یہ خیال بلکہ یقین تھا۔ کہ آپؑ کی وفات کے ساتھہ ہی یہ کارخانہ درہم برہم ہوجائیگا۔ اور یہ درخت جڑ سے اکھڑ جائے گا۔ ثناء اللہ اور عبد الحکیم کی تحریرون کو دیکھہ لو۔ ان کا یہی مقصد تھا کہ یہ سلسلہ نیست و نابود ہو جائے اب جائے غور ہے۔ کہ انکی وہ امیدین پوری ہوئین یا خاک مین ملین اور انکو بجز حسرت و یاس کے کچھہ ہاتھہ بھی آیا؟ آجا کر ان بیچارون کی ساری امیدین اسوقت پر منحصر تھین۔ مگر خدا کی شان کہ جب وہ وقت آیا۔ تو ان کی تمام امیدون اور آرزوؤن پر پانی پھر گیا۔ اور ان کی رہی سہی ہمت بھی ٹوٹ گئی۔ زبان نہ سہی۔ مگر ان کے دل تو اسبات کو مان گئے ہونگے۔ کہ

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مین خود اپنے دل کو اور اپنے احباب کے دلون کو دیکھتا ہون تو ایسا پاتا ہون کہ جس طرح کسی عظیم الشان فتح کے بعد ایک انشراح اور اطمینان ہوتا ہے کوئی قبض نہین کوئی گھبراہٹ نہین نہ کسی قسم کی کمزوری ہے اور نہ ہی تزلزل کیا یہ اس قدرت ثانیہ کا ابتدا نہین جس کا ہمین وعدہ دیا گیا تھا؟

قاعدہ کی بات ہے کہ بھاری غم کے بعد دل کمزور ہوجاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایک **احمدی** کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا صدمہ ہوگا۔ کہ اسکا امام۔ اسکا پیشوا اسکا پیر و مرشد۔ جو اس کے واسطے احب الناس تہا۔ اور جس کی محبت کی نظیر اس کے کسی دنیاوی رشتہ مین بھی نہ ملتی تھی۔ بھائی مین نہ بہین مین باپ مین نہ ماں مین اولاد مین۔ نہ بیوی مین۔ غرض کسی مین پائی نہ جاتی تھی۔ ایسا ایک

پیارا محبوب اور شفیق باپ سر سے گذر گیا۔ اس سے بڑھکر اور کونسی بات دل کو کمزور کرنے والی ہوگی اور کونسا غم ہوگا۔ جو اس سے بڑھکر بیتاب کرنیوالا ہو۔

مگر میں آپکو یقین دلاتا ہوں

کہ باوجود ان امور کے قوم میں ایسی تقویت اور ثبات قدم رہا ہے اور ایسے استقلال کا نمونہ اس جماعت نے دکھایا ہے جسکی نظیر نہیں بتا سکتے۔ غم تو سنت اللہ کے مطابق پہنچا اور سخت پہنچا۔ مگر نتیجہ میں ایک عظیم الشان خارق عادت نشان باقی رہ گیا ہے جھوٹے کے غم میں اور خوشی میں ہرگز ہرگز یہ بات نہ پاؤگے +

اچھا یہ تو ہماری باری تھی۔ اب انکی باری بھی جلد آنیوالی ہے جب خوشی میں انکا یہ حال ہو کہ تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اور انکی کمر ہمت ٹوٹ گئی ہے تو پھر ان کے غم میں خدا جانے انکا کیا حال ہوگا؟ اور اس نے ہماری اس ابتلا اور مصیبت کیوقت میں نصرت اور مدد کی ہے۔ تو پھر فتح مبین کے دن کیوں ہماری نصرت نہ کرے گا؟ پس ہمارے دلوں میں کمزوری اور بزدلی کے راہ پانے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہم علیٰ وجہ البصیرت یقین کرتے ہیں کہ ہم نیکی اور تقوے کی راہ پر چل رہے ہیں اور یقیناً یہی ایک خدا کی بتائی ہوئی اور اسکی رضا تک پہنچنے کی راہ ہے ہم اسکو چھوڑ نہیں سکتے۔ اور ترک نہیں کر سکتے۔ ہمیں دوسری کوئی ایسی جماعت نظر ہی نہیں آتی۔ کہ ہم اس سے قطع کر کے اس سے وصل کر لیں +

ان امور کے بعد جو میں بیان کئے ہیں کسی کے کسی اعتراض کے جواب کی ضرورت ہی نہیں رہتی مگر تاہم میں ان مذبذب لوگوں کیواسطے جو نہ ان امور کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اعتراض کرنے کی جرأت رکھتے ہیں۔ بلکہ اندر ہی اندر ایک کھچڑی سی پکاتے رہتے ہیں کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں +

یاد رکھنا چاہیے کہ اس جگہ منہاج نبوت کے خلاف کوئی معاملہ نہیں ہوا جو کسی کے دل میں کسی اعتراض کی جرأت پیش کرتا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اے حق کے مخالفو! اور سچائی کے دشمنو! ہمیں منہاج نبوت کے خلاف کوئی امر اس سلسلہ میں بتاؤ۔ تو ہم سب کچھ ترک کر دیں گے مگر سن لو۔ کہ اس راہ میں قدم ذرا سوچکر رکھنا! ایسا نہ ہو کہ تم جو اعتراض کرو۔ وہ خود نعوذ باللہ اسلام یا آنحضرت صلعم کی نبوت ہی کے خلاف ہو۔ قرآن۔ اسلام اور منہاج نبوت کو زیر نظر رکھکر زبان کھولنا +

ان لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی بعض پیشگوئیوں پر اعتراض کیا ہے مگر دیکھو۔ پیشگوئیاں ہمیشہ انتظار اور اسکے مطابق ہی واقع نہیں ہوا کرتیں۔ آج سے ہی نہیں اور نہ صرف مرزا صاحب کے معاملہ میں۔ بلکہ ہمیشہ سے اور تمام انبیاء کی سنت قدیمہ میں۔ اسی طرح سے چلا آیا ہے۔ پیشگوئیوں میں اخفا ضروری ہوتا ہے اگر ہر پیشگوئی کو اس کے ظاہری الفاظ میں پورا کرنا چاہو۔ تو پھر اس طرح سے تو کوئی مذہب اور نہ کوئی نبوت کچھ بھی قایم نہیں رہ سکے گا۔

اجتہاد اور پیشگوئی دو الگ الگ باتیں ہیں

خدا کی طرف سے ملہم کو ایک الہام ہوتا ہے اور بعض وقت اس کے ساتھ اسکی کوئی تشریح نہیں بتائی جاتی اسصورت میں ملہم اپنے فہم کے مطابق اجتہاد سے اسکے ایک معنے کر لیتا ہے۔ پھر کبھی وہ الہام اس کے اجتہادی معنوں کے مطابق پورا ہو جاتا ہے اور کبھی اس کے اور معنے ہوتے ہیں اور وہ دوسرے رنگ میں پورا ہوتا ہے تمام انبیاء کے حالات میں غور کر کے دیکھ لو کہ یہی سنت پائی جاتی ہے۔ اس سے انبیاء کا کذب یا ان کی ہتک لازم نہیں آتی بلکہ یہ ان کے صدق پر ایک بین دلیل ہوتی ہے۔ اور یہ اس امر کا ثبوت ہوتا ہے کہ کلام کا نازل کرنیوالا کوئی اور ہے اور جسپر نازل ہوتا ہے۔ وہ الگ ہے +

ظاہر ہے کہ اگر وہ کلام اس شخص کا من گھڑت ہوتا تو اس کے ٹھیک وہی معنے کرتا جو اس کی سمجھ میں صحیح ہوتے اور کوشش کرتا کہ کلام کے معانی کے ظہور میں کوئی اختلاف واقع نہ ہو۔ پس ملہم کا کبھی اجتہادی غلطی کرنا بھی اسکی صداقت کی ایک دلیل ہے +

خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی غور کر لو کہ ہجرت کی زمین آپ کو بتائی گئی آپ نے اس کو اپنے اجتہاد سے یمامہ کی زمین سمجھ لیا حالانکہ وہ اور زمین نکلی۔ آپؐ نے ایک رؤیا کی بناپر ابوجہل کا مسلمان ہو جانا سمجھا مگر وہ نکلے عکرمہ رضؓ۔ آپؐ نے فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کے خزائن کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں۔ مگر وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں ان کے ایک سپاہی کے ہاتھ لگیں +

اسی طرح آپؐ نے ایک رؤیا میں دیکھا۔ کہ آپؐ کے ہاتھوں میں دو کنگن ہیں۔ جن کو آپ نے پھونک مار کر اڑا دیا۔ جس کے معنے آپ نے یہ کئے۔ کہ دو جھوٹے پیغمبر ہونگے۔ اور وہ میری پھونک سے (دعا سے) ہلاک ہونگے۔ اور وہ مسیلمہ اور اسود تھے۔ مگر ظاہر ہے کہ مسیلمہ آپؐ کی وفات کے بعد تک زندہ رہا۔ حالانکہ الفاظ سے صاف یہی نکلتا ہے کہ وہ دونوں کذاب آپ کی زندگی میں ہلاک ہونگے۔ چنانچہ وہ الفاظ یہ ہیں۔

فاوحی الی ان انفخهما فنفختهما فذهبا۔ مگر آپ کی وفات پر مسیلمہ کیسے زور پر تھا۔ اسود کے متعلق اختلاف ہے۔ بہر حال مسیلمہ اسوقت زندہ اور زوروں پر تھا۔ اب آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ غالباً مسیلمہ نے ہی عبدالحکیم کی طرح بڑا شور مچایا ہوگا۔ اور وہ بھی کہتا ہوگا کہ مجھے پھونک سے اڑانے والا خود ہی اڑ گیا۔ مگر خدا کی قدرت کہ مسیلمہ کے ساتھ تو بہت سے لوگ شامل بھی ہو گئے تھے۔ مگر خدا نے عبدالحکیم کو یہ عزت بھی نہیں دی۔ اور ایک بھی متنفس نہیں جو اس کیساتھ ہوا ہو +

میرے اس بیان سے کسی کو یہ وہم نہ پیدا ہو۔ کہ نعوذ باللہ میں انبیاء کی پیشگوئیوں کے پورے ہونیکا منکر ہوں۔ بلکہ میرا مدعا اس بیان سے یہ ہے کہ ملہم کو کبھی الہام کے معنے سمجھنے میں، بشری کمزوری کی وجہ سے اجتہادی غلطی لگ سکتی ہے۔ مگر اس سے نہ تو اس نبی کی شان میں کوئی فرق آتا ہے اور نہ اسکا کذب لازم آتا ہے۔ اور نہ ہی نفس الہام کے صحیح ہونے میں کوئی شک پیدا ہوتا ہے۔ الہام چونکہ خدائے علام الغیوب کی طرف سے نازل ہوتا ہے لہذا اسکا علم جب تک خود خدا ملہم کو یا کسی اور کو نہ دے۔ تب تک وہ کیسے اس حقیقت تک پہنچ سکتا ہے +

پس حضرت مرزا صاحب بھی چونکہ منہاج نبوت ہی پر ظاہر ہوئے تھے۔ لہذا ایک مسلمان کا جو قرآن اور سنت کا پابند ہے۔ یہ فرض ہونا چاہیے۔ کہ وہ اس سلسلہ پر اعتراض کرتے وقت منہاج نبوت کو مد نظر رکھ لیا کرے کیونکہ مسلمان کہلانے والے کے واسطے تو پہلے نظائر بھی موجود ہیں۔ اور وہ اس بات کا بھی پابند ہے کہ جو بات خود اسکے مسلمات میں موجود ہے۔ اس کے خلاف اعتراض نہ کرے یا کوئی ایسا اعتراض نہ کرے۔ جو خود اس کے اپنے ہی مسلمات پر پڑتا ہو۔

جب ان لوگوں کو اپنی معتبر اور مسلمہ کتب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قائمقام قرار دیا گیا ہے اور صاف اقرار موجود ہے۔ کہ مسیلمہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ قتل کیا گویا خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو قتل کیا جاتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قیصر و کسریٰ کے خزائن کا مالک ہونا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح کرنا اور مالک ہونا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق انتظار نہیں کیا جاتا۔ کہ آپ کے جانشین اور مخلص خادموں کے ہاتھوں سے یا خود آپ کی اولاد کے ہاتھوں پر خدا تعالیٰ ان کو پورا کر دے۔

دوسری بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ انذاری پیشگوئیوں میں سنت اللہ اسی طرح سے جاری ہے کہ وہ بعض اوقات توبہ و استغفار تفرع و ابتہال سے ٹل ہی جایا کرتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے خود قرآن شریف میں اس اصول کو بیان فرمایا ہے۔ ان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صادق کے صدق کی شناخت کے واسطے ضروری نہیں کہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوں۔ بلکہ بعض حصہ ان پیشگوئیوں کا پورا ہوتا ہے +

تیسری بات جو پیشگوئیوں میں دیکھنی چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں کثرت کا لحاظ رکھا جاوے۔ اگر چند مثالیں بظاہر مخالف نظر آویں۔ تو نہیں تکذیب کر دینی چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ تمہاری سمجھ میں نہ آئی ہوں اور اصل میں وہ درست ہوں ٭

النادر کالمعدوم

تعجب آتا ہے۔ کہ ایک بات کو ہاتھ میں لے کر ان سینکڑوں اور ہزاروں نظیروں کی پرواہ نہیں کرتے۔ جو ہم پیش کرتے ہیں۔ بیسوں مثالیں ایسی موجود ہیں۔ کہ خود بخود گھر میں بیٹھکر لوگوں نے مباہلہ کیا اور اپنی ہی بددعاؤں سے ہلاک ہو گئے +

میں پھر کہتا ہوں۔ کہ منہاج نبوت کو ہاتھ سے ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ اور اگر اس امر کا لحاظ نہ رکھا جاوے۔ تو پھر تمام سلسلہ نبوت ہی غلط ٹھہرتا ہے۔ اور کسی ایک نبی کی بھی نبوت ثابت کرنی مشکل ہو جائے گی +

میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ یقیناً وہ دونوں ہلاک ہونیوالے ہیں۔ اور ان کی ہلاکت سے ہمیں خدا ویسی ہی خوشی دیگا۔ جیسی کہ مسیلمہ کذاب کی ہلاکت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہوئی تھی +

آخر میں میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے دین کے لئے سچا جوش اور خدا کی راہ میں سچا اخلاص اور صدق دکھاؤ۔ آپ لوگ بحث مباحثات سے وہ بات دنیا پر ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ جو نیک نمونے اور نیک چلنی سے کر سکو گے۔ دیکھو وہ پاک وجود صرف ایک نفس واحد تھا۔ مگر اس نے اپنے اسوۂ حسنہ۔ نیکی۔ اور کمال کی وجہ سے کئی لاکھ انسانوں کو تھوڑی ہی عرصہ میں باوجود مخالفت کی سخت آندھیوں کے کس طرح اپنی طرف کھینچا۔ کہ اسکی راہ میں جان و مال تک فدا کرنے کے واسطے تیار ہو گئے۔ صرف ایک پاک نفس کی محنت توجہ اور دعاؤں کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کئی لاکھ کو باوجود ایسے مشکلات کے اپنی بات منوا گیا۔ تو پھر آپ لوگ تو لاکھوں ہو۔ راہ کھلی ہے ہمیں بھی اسی وسیع دعا کے کرنے کا حکم ہے

اہدنا الصراط المستقیم

اور اس کی قبولیت بھی یقینی ہے۔ کیونکہ اگر خدا وہ مدارج جو منعم علیہ لوگوں کو ملے۔ خدا کسی دوسرے کو دے سکتا ہی نہ تھا۔ تو پھر ہمیں یہ دعا سکھلانے کے کیا معنے؟ مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قایم ہیں۔ کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے صدیق بنا سکتا ہے۔ اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے۔ مگر چاہیے مانگنے والا ہو

غرض جب ایک مسیح دنیا میں بیکسی کی حالت میں کچھ کارنمایاں کر گیا ہے تو پھر آپ لوگ ہم میں وہ ایسی روح پیدا کر گیا۔ کیا اب وہ کام نہ کر سکو گے؟ کر سکو گے اور ضرور کرو گے۔ اور آپ سے بھی اسی کے ہمرنگ کام ظاہر ہونگے۔ آپ لوگوں کے ہاتھوں پر بھی روحانی فتوحات کے دروازے کھولے جاوینگے بشرطیکہ آپ بھی اسی راہ پر قدم زن اور وہی صدق وثبات اور اخلاص خدا کی راہ میں دکھائیں دیکھو آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ نے کیسے کیسے فتوحات حاصل کئے۔ اور کہاں تک سلطنت اسلام وسیع ہو گئی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ان کے بعد بھی بہت سی فتوحات ہوئیں۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ یہی کہ وہی آنحضرت کی روح صحابہ میں کام کرنے لگی۔ اگر پہلے ایک وجود تھا۔ تو پھر ہزاروں لاکھوں وجود پیدا ہو گئے تھے۔ اسی طرح سے اب ہمارے حضرت مسیح موعود کی وفات پا جانے سے بھی سلسلہ بند نہیں ہو گیا۔ کوئی کمی نہیں آ گئی۔ خدا تعالےٰ نے وہ دروازے بند نہیں کر دئے۔ مگر ہاں

یہ آپ لوگوں کا فرض ہے

کہ کوشش اور محنت سے وہ کام کر کے دکھاؤ۔ اور اس قوت ایمانی اور نور کا ثبوت دو۔ اور اس کے اثر دکھاؤ اور اس مقصد عالی کو مدنظر رکھکر کام کرو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اور اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ دینے کی کوشش کرو۔ پہلے خود اپنے آپ میں اسلام کی پاک تعلیمات کا پورا اور سچا فوٹو دکھاؤ۔ اور لوگوں کو اس کی تعلیمات کے برکات اور فیوض سے اس طرح اطلاع دو۔ کہ وہ اس نور کو خود بخود آپکے چہروں سے آپکے چلنے سے پھرنے سے بیٹھنے سے۔ اٹھنے سے کاروبار سے لین دین سے غرض اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اسکا عملی نمونہ دکھاؤ۔ تا ہر اعتراض کرنے والا خود بخود شرمندہ ہو جائے۔ اسکا منہ بند ہو اور وہ اندر ہی اندر مر رہے۔ واقعی اب بحث کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی بحث سے کام نکلتا ہے +

ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔ پاکیزگی کی روح اس میں اپنے کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ اسی کے اثر نے جوش کیا اور اسکا اثر دنیا میں پھیلا۔ اسمیں قوت قدسی اور قوت جذب تھی۔ انہی باتوں سے وہ دنیا میں کامیاب بامراد مظفر و منصور ہوا۔ اور وہی راہ ہے کہ آپ لوگ بھی اسپر قدم مار کر کامیاب ہو گے +

اللہ تعالےٰ اپنی خاص نصرت
ہمارے شامل حال کرے
اور ہمیں خاص توفیق
عطا فرماوے
آمین

مرتبہ عبد الرحمان قادیانی - ۱۶- جولائی ۱۹۰۸ء

معذرت

الحکم کے بعض پرچے بعض خاص مجبوریوں کی وجہ سے مقررہ تاریخوں پر شایع نہیں ہو سکے اس کمی کو انشاء اللہ مقررہ صفحات سے اخبار کا حجم بڑھا کر شایع کرنے کے ذریعہ سے پورا کر دیا جاوے۔ نمبروں کی ترتیب میں کوئی نقص نہیں آتا +

ایڈیٹر

حضرت اقدس کی آخری تقریر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

قبل عصر ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس کی خدمت مین بذریعہ اپنے کسی خاص قاصد کے ایک خط بھیجا جسمین بعض مسائل مختلفہ فیہ پر زبانی گفتگو کرنے کی اجازت چاہی اور وعدہ کیا کہ مین بہت نرمی اور پاس ادب سے گفتگو کرونگا حضرت اقدس نے قبل عصر حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے انکے متعلق دریافت کیا۔ کہ وہ اخلاق کے کیسے ہین مغلوب الغضب اور فوراً جوش مین آجانے والے یا بھڑک اٹھنے والی طبیعت کے تو نہین ہین؟ اسکے جواب مین بعض اصحاب نے عرض کیا کہ حضور ایسے تو نہین۔ ان کی طبیعت مین نرمی پائی جاتی ہے البتہ اگر بعض عوام کا ہجوم انکے ہمراہ ہوگا تو اندیشہ ہے۔ (حضرت اقدس خود چونکہ خود پیغام صلح کے دلکہنے مین مصروف تھے اور فرصت نہ تھی ایسے) حضرت اقدس نے مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے فرمایا کہ آپ انکو خط کا جواب لکہین اصل خط ان کا ہم بھیجینگے اور بیشک نرمی سے اور آہستگی سے ان کے ان مسائل مین گفتگو کرین۔ البتہ اس بات کا خیال رکہین کہ انکے ہمراہ سوا دو چار معزز اور شریف آدمیون کے اور زیادہ ہجوم نہ ہو۔ اور آپ ہی علیحدگی مین بیٹھکر گفتگو کرین اسمین کوئی حرج کی بات نہین۔ اسی دوران مین کسی دوست نے ان کا یہ عقیدہ پیش کردیا کہ وہ حضرت عیسےٰ کو سولی پر لٹکائے جانے کے ہی قایل نہین۔ اور کہ وہ اپنے اس دعوے کی دلیل مین آیت کریمہ اذ کففت عنک بنی اسرائیل الخ پیش کرتے ہین۔ اسپر حضرت اقدس نے

فرمایا

خلاف تواتر امور محسوسہ مشہودہ کی پرواہ نہ کرکے ایسی ایک راہ اختیار کرنا جس کی کوئی بہی دلیل نہین۔ یہ عقل اور ایمان کے سراسر خلاف ہے۔ مین کوئی نئی بات پیش نہین کرتا۔ اور نہ ہی مین کسی ایسی بے دلیل بات کے منوانے کی کوشش کرتا ہون جسکا قوی ثبوت اور بین شہادت میرے ہاتھ مین نہین۔ میرے ساتھ میری شہادت کیواسطے اسوقت لاکہون انسان موجود ہین۔ قومون کی قومین اپنی متواتر اور متفقہ شہادت پیش کرہی ہین اگر کسی کو کوئی شک وشبہ ہو تو یہودی موجود ہین۔ نصرانی موجود ہین ان سے پوچہ لو۔ کہ ان کا اسبارہ مین کیا عقیدہ ہے دونون متخاصم موجود ہین۔ ان سے پوچہ لو۔ کہ آیا وہ بہی اس بات کے قایل ہین جو تم پیش کرتے ہو۔ دیکہو تواتر قومی کو بغیر کسی زبردست دلیل اور حجت نیرہ کے توڑ دینا اور اسکی پرواہ نہ کرنا یہہ بڑی بہاری غلطی ہے۔

تعجب کی بات ہے۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا تہا۔ کہ کسی دوسرے آدمی کو پکڑکر خواہ مخواہ بے قصور سولی پر چڑہا دیا جاوے اور وہ چون بہی نہ کرے اور دوہائی بہی نہ دیوے۔ کہ مین تو تمہارا ساتھی ہون۔ مجہے کیون بے گناہ سولی پر چڑہاتے ہو۔ تمہارا اصل ملزم تو بچ گیا۔ اور مین جو کہ تمہارا ہی ساتھی ہون۔ یہ میرا نام فلانے مان باپ کا بیٹا ہون۔ یہ میرے رشتہ دار ہین۔ مجہے کیون مارتے ہو۔

جان کا معاملہ اور لعنتی موت کا نشانہ بننا ہے اصل ملزم بچا جاتا ہے۔ ایک بیگناہ بے قصور بے تعلق آدمی سولی چڑہایا جاتا ہے اور پہر تعجب یہ کہ بولتا تک نہین یہ بہید تو ہماری سمجہ مین نہین آتا۔

علاوہ وحی اور علم غیب کے جو ہمین خدا نے محض اپنے فضل سے بخشا اور مکالمہ مخاطبہ کا خاص فیضان جاری کر رکہا ہے اس نے ان امور مین حقیقی علم عطا کیا۔ ہمارا ضمیر اسکو ہرگز ہرگز قبول نہین کرتا۔ کہ اتنا بہاری تواتر اور کروڑون انسانون کی متفقہ شہادت بالکل غلط ہے اور یہ سب جو سمجہے بیٹہے تہے ایک وہم تہا اور خیال غلط۔ دیکہو

تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

مین نہین سمجہتا کہ خدا کو ایسی کرداری کی کیا ضرورت تہی۔ کیا وہ علیٰ رؤس الاشہاد مسیح کو بچانے پر قادر نہ تہا کہ اسکو ایسا ظلم روا رکہنا پڑا۔ اور بیگناہ انسان کی جان خواہ مخواہ ہلاکت مین ڈالی۔

قرآن اور حدیث کے خلاف ایک نئی راہ نکالکر پیش کرنا اسکا بار ثبوت مدعی کے ذمے ہے۔

میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ یہ سب امور ایسے نہین کہ آسانی سے انکو رد کیا جاوے۔ قرآن شریف مین صرف لفظ توفی ہی کو لیکر اسکو دیکہ لو۔ کہ بہلا کسی مقام پر اسکے معنے بجز موت کے کچہ اور بہی ہین۔ یا مع جسم عنصری کے آسمان پر اٹہائے جانے کے ہین؟ یہی توفی کا لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت کریمہ اما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک۔ غور کرکے دیکہ لو پہر بہی توفی کا لفظ ہے جو حضرت یوسفؑ کے حق مین وارد ہے پہر یہ سمجہ نہین آتا۔ کہ برخلاف نص قرآنی کے اور تمام انبیاء سے کیون حضرت عیسیٰؑ کو یہ خصوصیت دیجاتی ہے۔

کتب احادیث مین تقریباً تین سو مرتبہ یہی لفظ توفی کا آیا ہے مگر کہین بہی بجسد عنصری آسمان پر اٹہائے جانے کے معنے نہین ہین جہان دیکہو یہ لفظ موت ہی کے معنون مین وارد ہوتا ہے۔

اصل مین جو شخص طالب حق نہین اور محض ایک قسم کی شیخی اور تکبر کے واسطے ایسی خواہش کرتا ہے۔ اس سے

مجہے بدبو آجاتی ہے

مین ایسے آدمی پر اپنا وقت ضایع نہین کرنا چاہتا جسکو حق کی سچی پیاس نہین اور جسکی تڑپ خدا اور خدا کے دین کیواسطے نہین بلکہ نفس کا بندہ اور نفس کی عزت وجاہ کیواسطے مرتا ہے۔ میرے پاس اگر کوئی شخص طلب حق اور خدا جوئی کی پیاس اور سچی تڑپ لیکر آتا ہے۔ تو مجہے اس سے ایک قسم کی

خوشبو آجاتی ہے

اور پہر مین اسکے واسطے اپنے بازو بچہا دیتا ہون اور اسکو اپنی آنکہون سے قبول کرتا ہون۔ اور جہان تک مجہسے بن پڑتا ہے مین اسکی خدمت کو اپنا فخر سمجہتا ہون۔ مگر ایک ناپاک دل انسان جسمین شرارت پوشیدہ ہوتی ہے اور وہ حق جو نہین بلکہ دنیا طلب ہوتا ہے تو مین اس سے بدبو آجاتی ہے اور پہر اس کے بعد ہم اس سے کلام کرنا ہی پسند نہین کرتے۔

خدا نے جس بات پر ہمین قایم کیا ہے وہ یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید مین حضرت مسیحؑ کی موت کو صراحت سے ایک نہین بلکہ بیسیون مقام پر ظاہر کردیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے شہادت دیدی کہ اسکو مردون کی ذیل مین دیکہا اور کوئی مابہ الامتیاز اسمین اور اسکے غیرون مین بیان نہین فرمایا۔

آج ہندوستان مین ایک لاکہ سے بہی زیادہ مرتد صرف اسی بات سے ہو چکا ہے کہ نام کے مسلمانون کے عقاید غلط سے عیسائیون نے مسیحؑ کی فضیلت ثابت کرکے اپنے مذہب کے ناواقف لوگون کے سامنے اسے پیش کیا۔ اور ان کے اپنے ہی معتقدات مین سے انپر ایسے ایسے الزام دئے جن کا جواب ان مین سے کسی سے بہی بن نہ پڑا۔

مگر یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کسی بہی خصوصیت کو قایم نہین رہنے دیا۔ بلکہ انکی ہر بات کا جواب دیکر خود ان کو ہی خوار کیا ہے۔

نصاریٰ نے ایک عقیدہ پکڑا تہا۔ کہ حضرت عیسےٰ منکہ بن باپ کے ہین؟ اور یہ انکا مسلمانون پر ایک بہاری اعتراض تہا

اور اس سے وہ حضرت عیسےٰ میں ایک خصوصیت ثابت کرکے ان کی خدائی کی دلیل پکڑتے تھے تو اللہ تعالےٰ نے اس کے جواب میں انکا یوں منہ توڑا- اور ان کا رد یوں بیان کیا کہ ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم الخ یعنے اگر حضرت عیسےٰ کی پیدایش اعجازی رنگ میں پیش کرکے تم اس کی خدائی کی دلیل ٹھیراتے ہو تو پھر آدم بطریق اولیٰ خدا ہونا چاہئے کیونکہ اسکا نہ باپ نہ ماں- اسطرح سے اول آدم کو بڑا خدا مان لو پھر اس بات کو عیسےٰؑ کی خدائی کی دلیل ٹھہرانا- بس اس طرح سے اللہ تعالےٰ نے انکے اس استدلال کو غلط ثابت کر دیا+

غرض نصاریٰ کے مسیح کو بن باپ کی پیدایش سے ان کی خدائی کی دلیل اور استدلال پکڑنے کو اللہ تعالےٰ نے

آدم کی نظیر پیش کرکے

باطل ٹھہرادیا+

ایک دوسری دلیل نصارےٰ نے مسیح کی خدائی کی یہ پیش کی تہی کہ وہ زندہ ہیں- اور معہ جسم عنصری آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہیں- اور اس امر سے انہوں نے مسیح کی ایک خصوصیت ثابت کرکے اسی کو انکی خدائی کی ایک زبردست دلیل کے طور پر پیش کیا ہے- اب ہمیں کوئی بتادے کہ اگر توفی کے معنے مع جسم عنصری آسمان پر ہی اٹھائے جانے کے ہیں- اور اس کے معنے حضرت عیسٰیؑ کے لئے موت کے نہیں ہیں تو پھر نصارےٰ کے اس اعتراض کا قرآن نے کہاں جواب دیا ہے؟ یا جسطرح انکی دلیل اول کو ایک نظیر پیش کرکے توڑا تھا- اسی طرح کہیں سے ہمیں یہی نکال کر بتاؤ کہ حضرت مسیح سے پہلے یا پیچھے اور کوئی ایسی ہی نظیر پائی جاتی ہے اور اگر کوئی نظیر نہیں تو یاد رکھو کہ

اسلام آج بھی گیا اور کل بھی گیا

نصارےٰ تم کو تو تمہارے اپنے عقیدہ سے ملزم کرتے ہیں- اور کہتے ہیں کہ تم خود حضرت عیسےٰؑ کو زندہ اور جسم عنصری سے آسمان پر مانتے ہو حالانکہ تمہارے رسول خاک مدینہ میں مدفون ہیں- اب بتاؤ کون افضل ہے عیسیٰؑ یا محمدؐ؟ افسوس ہے ان نام کے مسلمانوں پر کہ اپنی ناک کاٹنے کے واسطے آپ ہی دشمن کے ہاتھ میں چھری دیتے ہیں+

یاد رکھو کہ اگر خدا تعالےٰ کا یہی منشا ہوتا اور قرآن و حدیث میں حقیقتاً یہی امر اسنے بیان کیا ہوتا کہ واقع میں حضرت مسیحؑ زندہ ہیں اور وہ مع جسم عنصری آسمان پر بیٹھے ہیں اور یہ عقیدہ بھی حضرت مسیحؑ کے بن باپ کے پیدا ہونے کی طرح خدا کے نزدیک سچا عقیدہ ہوتا تو ضرور تھا- کہ اللہ تعالےٰ اس کی بھی کوئی نہ کوئی نظیر پیش کرکے قوم نصارےٰ کو اس امر کے حضرت مسیحؑ کی خدائی کی دلیل پکڑنے سے بند اور لاجواب کر دیتا مگر خدا تعالیٰ کے اس امر کی دلیل پیش نہ کرنے سے صاف عیاں ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ہرگز ہرگز یہ منشاء نہیں جو تم محض افترا سے خدا کے کلام پر تھوپ رہے ہو- بلکہ توفی کا لفظ خدا تعالےٰ نے محض موت ہی کے معنوں کے واسطے وضع کیا ہے- اور یہی حقیقت اور اصل حال ہے+

دیکھو ہر ایک خصوصیت جو کہیں کسی خاص شخص کے متعلق پیدا کی گئی ہے- اللہ تعالےٰ نے اس کا ضرور جواب دیا ہے- مگر کیا وجہ کہ اتنی بڑی خصوصیت کا کوئی جواب نہ دیا- خصوصیت ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے شرک پیدا ہوتا ہے+ فقط

یہہ حضرت اقدسؑ کی زندگی میں آپ کی آخری تقریر ہے جو آپؑ نے بڑے زور اور خاص جوش سے فرمائی- دوران تقریر میں آپ کا چہرہ اس قدر روشن اور درخشان ہو گیا تہا- کہ نظر اٹھا کر دیکھا بھی نہیں جاتا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تقریر میں ایک خاص اثر اور جذب تھا- رعب- ہیبت اور جلال اپنے کمال عروج پر تہا- بعض خاص خاص تحریکات اور موقعوں پر حضرت اقدسؑ کی شان دیکھنے میں آئی ہوگی جو آج کے دن تھی- اس تقریر کے بعد آپؑ نے کوئی تقریر نہیں فرمائی+ فقط مرتبہ عبد الرحمٰن قادیانی

آخری نظم

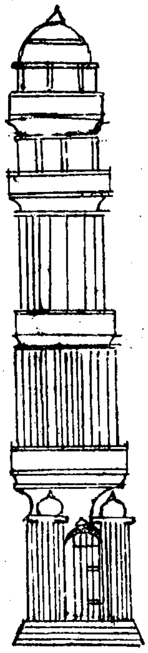
از ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری

جو ۱۶- مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدسؑ کے حضور پڑھی گئی- اس نظم کے بعد کوئی نظم حضرت اقدسؑ کے حضور میں نہیں سنائی گئی

یا ربی قادیان میں میرا مزار ہووے
اور میرا ذرہ ذرہ اس پر نثار ہووے
عبد الکریم یا رب جیسا ہوا ہے مدفون
وہ خاک پاک میری دار القرار ہووے
اس میں مسیح آیا- اس نے خدا دکھایا
اس پر خدا کی رحمت بس بیشمار ہووے
آیا ہے تو مسیحا چودہ صدی کے سر پر
آمد پہ کیوں نہ تیری فصل بہار ہووے
تیرے لئے خدا نے لاکھوں نشان دکھائے
پھر کیوں نہ تیرا دشمن دنیا میں خوار ہووے
قرآن میں خدا نے یہ لکھدیا ہے پڑھ لو
گستاخ حق کا دشمن ہر جا پہ خوار ہووے
قرآن کتاب رحمان- سکھلاوے راہ عرفان
اسکی طفیل سے دل حق پر نثار ہووے
قرآن نے ہی بتائی عیسیٰ کی خبر ہمکو
اس کے نزول کا پھر کیوں انتظار ہووے
شیطان کو یا الٰہی دکھلاوے مار کرکے
مشکل یہی ہے باقی کشتی یہ پار ہووے
اے مہدی و مسیحا بہتر خدا سے دعا کر
رحمت خدا کی ہمپر بس بے شمار ہووے
یا ربی قادیان میں میرا مزار ہووے
اور میرا ذرہ ذرہ اسپر نثار ہووے

خاص توجہ کے لایق

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ تمام جماعت مبایعین کی ایک مکمل اور مفصل فہرست طیار ہو تاکہ تمام جماعت کے نام اور پورے پتے معلوم ہونے کیوجہ سے وہ ضروری امور جو وقتاً فوقتاً قادیان سے قومی معاملات کی نسبت شایع ہوتے ہیں- ان سے حتی الوسع تمام قوم کو اطلاع پہنچانے کا انتظام ہو سکے- لہٰذا تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے ہاتھ پر بیعت کی خواہ تحریراً یا خود قادیان میں حاضر ہوکر وہ تمام احباب اپنے نام مع پورے پتے کے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی خدمت میں ارسال کردیں حتی الوسع کوشش یہ ہو کہ جس مقام پر بہت سے احباب ہوں وہ اکٹھی فہرست تیار کرکے روانہ فرماویں- اور جن جن مقامات سے خطوط یا فہرستیں آچکی ہیں انکو دوبارہ ارسال کرنیکی ضرورت نہیں- بعض دوستوں صرف مع اہل و عیال کا لفظ لکھدیتے ہیں- اس سے بھی فہرست میں ایک قسم کا نقص رہجاتا اور صحیح تعداد معلوم کرنے میں مشکل پیش آتی ہے لہٰذا کیا اچھا ہو کہ بجائے اہل و عیال کے لفظ کے ایسی راہ اختیار کیا کریں کہ ایک احمدی کنبہ کی صحیح تعداد معلوم ہوجائے- اول تو مستورات کے نام لکھنے میں کوئی حرج ہی نہیں اگر نام لکھنے میں کسی قسم کا مضایقہ ہو



بسم الله الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم ۔ سلسلہ

احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰

و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان

سے شائع

ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱ - عوام سے	صہ
۲ - خواص و معاونین سے	عہ
۳ - ہندوستان سے باہر	سے
۴ - غیر مذاہب والوں سے	۱۲
۵ - اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے	۱۲

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

جلد ۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ | نمبر

تف لکم ایھا المفترون

ناداں اور شریر کی وہ حالت نہایت ہی قابل رحم ہوتی ہے جب صدق کے مقابلہ میں ہر طرح سے ذلیل ہو کر حرکات مذبوحی کرتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف اور معترض چوتھائی صدی سے زیادہ عرصہ سے ہر قسم کی نامرادیوں اور تلخ کامیوں کا مزا چکھتے چکھتے کچھ ایسے ڈھیٹھ اور بے حیا ہو گئے ہیں۔ کہ ان میں سے وہ بھی جو تہذیب و تعلیم یافتہ ہونے کے مدعی ہیں۔ اور جو اپنے زعم میں ملکی اور قومی اصلاح کا بیڑا اٹھا کر نکلے تھے۔ سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں ایسے ہتھیاروں پر آ گئے ہیں جو ایک شریف اور راستی پسند انسان کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتا +

دلائل و براہین سے عاجز ہو کر اب مخالفین نے یہ راہ اختیار کی ہے کہ وہ اس سلسلہ کے متعلق افترا سے کام لیں۔ اور خدا اور خلق کی لعنت کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ ایسے لوگوں کا افترا کرنا ہی سلسلہ کی سچائی کی دلیل ہے۔ کیونکہ جب وہ ہر طرح سے عاجز آ گئے اور انکے ہاتھ میں کوئی مقام ۔۔۔ کا نہیں رہا۔ تو آخر بدنام کرنے کی خاطر افترا سازی سے کام لیا گیا۔

ان مفتریوں میں سے اول نمبر پر تو وہ مراسلہ نویس ہے جس نے اخبار وطن میں عبداللہ احمدی کے نام سے ایک خط لکھا ہے اور وطن کے دانشمند ایڈیٹر نے بغیر کسی قسم کی تحقیق اور تنقید کے اسکو چھاپ دیا +

مجھے مولوی انشاء اللہ خان صاحب پر سخت افسوس ہے کہ انہوں نے حمیت و غیرت اسلام کا کچھ بھی پاس نہیں کیا۔ اور چار لاکھ احمدیوں کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہنچانے کے لئے بلا تردد ایک خط چھاپ دیا۔ حالانکہ اگر وہ ذرا بھی اصول و ثاقت سے کام لیتے تو اسے محض بے بنیاد یقین کر سکتے تھے۔ اسکے متعلق معزز ہمعصر بدر نے وطن کو توجہ دلائی ہے۔ اور میں بھی اسے متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اس خط کے متعلق اظہار افسوس کرے۔ اور احمدی قوم سے معذرت چاہے ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اسکا نتیجہ اچھا نہ ہو۔ اور وطن کے ایڈیٹر کو جوابدہ ہونا پڑے یہ امر تحدی سے پیش کیا جاتا ہے کہ کوئی عبداللہ احمدی پنیالہ شیرانوالہ دروازہ میں نہیں ہے اور نہ کسی احمدی کے وہ معتقدات ہو سکتے ہیں مجھے رہ رہ کر اس امر پر افسوس آتا ہے کہ وہ شخص جو ہندوستان کے باہر دور دراز ممالک کے معاملات پر رائے زنی کرنے کے لئے آمادہ رہتا ہے۔ وہ کیوں اپنے گھر کے واقعات پر غور نہیں کر سکتا۔ کیا اگر مولوی انشاء اللہ خان صاحب دوسرے لوگوں کو یہ اجازت دے سکتے ہیں کہ اگر کوئی شریر ان کے بچے کے نام سے خط لکھ کر ایسا مشتہر کرنا چاہے۔ کہ انکا فلاں بچہ اپنی ماں سے نکاح کرنا چاہتا ہے مجھے افسوس ہے کہ اس مثال سے مجھے کام لینا پڑا۔ مگر بجز اسکے چارہ نہ تھا۔ وطن کا ایڈیٹر ایسے موقع پر کسی شخص کو ایسی اجازت نہیں دیگا۔ کہ وہ اسے صحیح یقین کرے اور فی الحقیقت ایک سلیم الفطرت انسان کو ایسا خیال کرنا ہی نہیں چاہئے۔ پھر کیوں ایڈیٹر وطن نے ایسے گندہ اور شرافت سے دور مضمون اپنے اخبار میں چھاپکر موقع دیا۔ کہ لوگ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔

اسی سلسلہ میں ایک پنجابی نقاش کا مضمون ہے جو اس نے اخبار وکیل میں چھپوایا ہے اخبار وکیل کے کالموں سے بہتر کوئی جگہ اسے افترا کے لئے نہ ملنا حیرت انگیز امر ہے شاید شیخ غلام محمد صاحب نے قوم میں ایسے بیہودہ مذاق کو پیدا کرنا ہی اپنی نجات کے لئے کافی سمجھا ہے اگر یہ سچ ہے تو نہایت ہی افسوس ہے لوگ نقاش کے نام سے شاید واقف نہیں اسلئے میں انکا ناظرین کو ان سے اتنا انٹروڈیوس کرانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپکر شائع ہوا۔

ہماری معزز ہمعصر زمیندار کے پوتے پاکپٹن ہیں اور علی گڈھ کالج کے تعلیم یافتہ اور ظفر علیخان نام رکھتے ہیں اور اگر میرا خیال صحیح نہیں تو مشکک ایڈیٹر صاحب زمیندار یا مسٹر ظفر علیخان تردید کر سکتے ہیں۔ اور مجھے میری غلطی پر مطلع کرنے کا انہیں حق ہے۔

انہوں نے عالم ارواح سے خط کا ایک مضمون گھڑا ہے ملاء اعلیٰ کی خبروں کے حصول کے لئے شیطان ہی کوشش کیا کرتا ہے میں مسٹر نقاش کو شیطان تو نہیں سمجھتا۔ لیکن اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ شیطانی روح نے انکے اندر حلول کر کے یہ خط ان سے لکھوایا ہے۔

مسٹر نقاش کے لئے اور اسکے مضمون کے شایع کرنیوالے کے لئے یہی سزا کافی ہے کہ ایک نے

افترا کیا اور دوسرے نے شایع کیا

بس ہمارے لئے کیوں خوشی کا مقام اور محل نہ ہو کہ ہمارے مخالفوں کے پاس

افترا کے سوا کچھ نہیں

پھر اسی سلسلہ میں ایک اور گریجویٹ ہیں جو شیعہ قوم کے رکن اور صیغہ اصلاح کے حامی ہیں۔ یہ بزرگ خواجہ غلام الثقلین صاحب ہیں اسوقت مجھے اس سے بحث نہیں کہ میں انکے گذشتہ کارناموں پر ریویو کروں یہ باتیں پھر بھی ہو سکتی ہیں۔ بار زندہ صحبت باقی۔

خواجہ صاحب نے اپنے رسالہ عصر جدید میں الانصاف کا خاتمہ کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا ہے اسپر تنقید شاید ہمارے سلسلہ کے ایک گرامی قدر نوجوان کرینگے بشرطیکہ انہوں نے ضروری سمجھا۔ عصر جدید میں راقم مضمون کا نام درج نہیں کیا گیا۔ لیکن ایڈیٹر صاحب نے اس مضمون کی کوئی تردید نہیں کی۔ اور اسکے غلط واقعہ پر نوٹ نہیں لکھا۔ اسلئے ہمیں حق حاصل ہے کہ اس مضمون کا جوابدہ انہیں کو سمجھیں۔

اس میں سب سے پہلا افترا تو حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب پر کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ پھر بزدل اور ڈرپوک ہیں معترض نے ایک اور افترا کیا ہے کہ گویا اس جماعت کا ایک لیڈنگ ممبر عیسائی رہ چکا تھا۔ اور بعد میں مدرس تھا۔ اور شان زور سے طلب تھا۔ وغیرہ۔ اگر وہ نام دیتا تو اسکی حقیقت اسے معلوم ہو جاتی۔ لیکن احمقوں کو دھوکا

مرزا صاحب کے پوتے دونوں کو اگر حلف لے کر پوچھا جاوے تو خود انکو خلیفہ مولوی نور الدین نہیں مانتے۔ اس سے بڑھکر افترا کیا ہوگا؟

دینے اور مغالطہ میں رکھنے کے لئے ایک گول مول بات لکھدی۔ اسیطرح پر اور بہت سی باتیں ہیں۔

تحریروں سے کام نکلتا نہ دیکھکر مفتریانہ افواہوں سے کام لیا گیا اسی ہفتہ مجھے جالندھر جانے کا اتفاق ہوا اور خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال سے ملنے پر معلوم ہوا کہ یہ عام افواہ ہے کہ قادیان میں معاذ اللہ حضرت خلیفۃ المسیح اور چند اور دوستوں میں تقسیم روپیہ پر جنگ ہوا ہے معلوم نہیں اور کسقدر افترا سازیاں یہ لوگ کریں گے پس انکی ایسی مفتریات سے سلسلہ کی شان اور بھی بڑھ جاتی ہے اور اسکی سچائی روز روشن کی طرح کھل جاتی ہے جب ایک دانشمند سوچتا ہے۔ کہ

مخالفوں کے ہاتھ میں افترا کا ہتھیار ہے

اور یہ پکی بات ہے کہ مفتری کامیاب نہیں ہو سکتا مجھے اس امر کے کہنے کی حاجت نہیں کہ ہمارے دوست ایسی مفتریانہ باتوں پر توجہ نہ کریں۔ اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں دور اندیش دل و دماغ دیا ہے اسلئے میں ان مفتریوں کو خطاب کر کے کہتا ہوں

تف لکم ایہا المفترون

اپنے مرکز سے مت ہٹو

مخالفین کی طرف سے جو کوشش اسوقت ہو رہی ہے اسکا کسی قدر نمونہ میں اوپر دکھا یا ہے۔ چالاک معترض اسوقت جو کچھ کر رہے ہیں۔ انکی اصل غرض یہ ہے کہ وہ ہمکو ہمارے مرکز سے پرے لے جا کر حملہ کریں۔ اسلئے میری اپنی یہی رائے ہے خواہ وہ صحیح ہو یا غلط۔ کہ ہم میں سے کسی کو کسی اعتراض کا جواب دینے کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہیے بلکہ التفات بھی نہیں کرنی چاہئے۔ ہاں جہاں کسی عظیم الشان غلط فہمی کا اندیشہ ہو۔ وہاں چپ رہنا سخت نادانی اور غلطی ہے۔

معترضین کے اعتراضوں کا خلاصہ اور زور بعض پیشگوئیوں پر ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ ان طفیلی امور میں کسی سیدھے سادہ احمدی کو الجھا کر دھوکا دیں یا کسی دوسرے سلیم الفطرت انسان کو حق سے دور رکھیں اسلئے میں اپنے دوستوں کے یہ امر ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کبھی ایسے موقعوں پر اپنے اصل مرکز سے نہ ہٹیں وہ انشاء اللہ العزیز دیکھ لیں گے کہ اس میں دشمن روسیاہ ہوگا۔ وہ اصل مرکز کیا ہے؟

جو تعلیم اور اصلاح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے۔ آپ نے آکر یہ ظاہر کیا کہ مسیح ناصری اسرائیلی نبی فوت ہو چکا ہے۔ اور اسکا زندہ ماننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور ہتک ہے۔ اور آنے والا اسی امت میں سے ہوگا اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وہ میں ہوں

پس اس مرکز کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔ اور اس کی اشاعت میں بہت زور دینا چاہئے۔ کیونکہ یہی ایک عقیدہ ہے جسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور خود خدا تعالےٰ کے حی و قیوم ہونے کا مدار ہے یہ سچی توحید کی جڑ ہے۔

پیشگوئیاں حضرت حجۃ اللہ کے تائیدی نشانات تھے۔ کیا پہلے نبیوں نے پیشگوئیاں نہیں کی ہیں۔ اگر کی ہیں۔ تو ان کی ایک فہرست معترض سے مانگو اور پوچھو کہ ان میں سے کتنی پوری ہوئیں۔ اور کسقدر کی تاویل کی گئی؟

آدم سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ان سے اس سلسلہ میں سند مانگو۔ انہیں حیران ہونا پڑے گا۔ خصوصاً انذاری پیشگوئیاں بالاتفاق مانا گیا ہے کہ مشروط ہوتی ہیں۔ کیا اس سے پہلے انہوں نے کسی پیشگوئی کو مان لیا ہے۔ جو کسی دوسرے پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ پوری نہیں ہوئی۔ اگر انکی غرض احقاق حق ہوتی تو وہ ان کثیر التعداد نشانات سے فائدہ اٹھاتے۔ . . . . .

. . . جو انہیں دکھائے گئے ہیں۔

ہماری جماعت کا فرض اسوقت یہ ہے کہ وہ اس درخت کی آبیاری کریں جو اُن کے آقا مہدی نے لگایا ہے۔ معترضین کے اعتراضات ہمارے لئے نئے نہیں۔ بہت کچھ سنا اور بہت کچھ کہا گیا۔ اب مناسب ہے کہ اس طرف چنداں التفات نہ کریں۔ جو احباب معمولی سے معمولی اور ادنیٰ سے ادنیٰ اعتراض بھی لکھ بھیجتے ہیں۔ کہ ان کا جواب چھاپ دیا جاوے۔ وہ یاد رکھیں کہ یہ سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔ تم اپنے لئے فیصلہ کرو کہ حضرت مسیح موعود کو تم نے کس طرح شناخت کیا ہے؟ اور اپنے معیار پر اسے صادق اور مصدق پایا ہے۔ یا نہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے حالات اور واقعات قرآن مجید نے خود بیان کر دئے ہیں۔ اسی منہاج پر اس امام کو پرکھو ضرورت وقت کو دیکھو پھر اسکی زندگی اور سیرۃ پر غور کرو۔ اس کی تعلیم کو سوچو۔ اسکی کامیابی اور تائید کو دیکھو۔ ان نشانات پر نظر کرو جو آنحضرت صلے اللہ نے اس موعود کے لئے رکھے تھے

ان امور کو یکجائی نظر سے دیکھنے پر حقیقت کھل جائے گی پھر اپنے آپ پر بھی غور کرو۔ کہ اس کے ساتھ تعلق پیدا کر کے کوئی تبدیلی ہوئی ہے یا نہیں؟

مین بڑے زور سے کہتا ہون کہ اگر حضرت مسیح موعود کی زندگی مطہر اور پاکیزہ زندگی ہے اور ضرور ہے اگر اس کی تعلیم وہی ہے جو خدا اور اسکے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ اور وہی ہے۔ اگر اس نے تمہین کتاب و سنت پر قایم ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی رنگ مین رنگین ہونے کی ہدایت کی ہے۔ اور ضرور کی ہے تو پھر کونسا امر ہے جو تمہین مخالف کے کہنے سے متزلزل کر سکتا ہے۔ معترض لکھتا ہے اسے بکواس کرنے دو۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والے اب تک موجود نہین۔ کیا آپ کی لائف آپ کی تعلیم پر اعتراض نہین ہوئے؟ پھر اس سے کیا آپ کا سلسلہ باطل ثابت ہو جاتا ہے۔ ہر گز نہین۔

اسی طرح پر معترض اعتراض کرین گے تمہین اسکی پرواہ نہین ہونی چاہیئے۔ تم اس تعلیم اور ہدایت کی اشاعت مین لگے رہو۔ جو تمہارا امام لے کر آیا تھا۔ اور جس کی اشاعت مین ہی اس نے جان دی۔ تمہارا فرض یہی ہے۔ جو تمہین کرنا چاہیئے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔

آپکے اطمینان کیلئے

دفتر کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مین جو درخواستین کتب زیر طبع کی خریداری کے لئے موصول ہوئی ہین۔ وہ محفوظ رکھی گئی ہین لیکن کتابین ابھی زیر تکمیل ہین ٹائیٹل وغیرہ ضروری درستی کے بعد روانہ کیجاوینگی۔ بعض احباب نے تحریر فرمایا ہے کہ کتابونکے لئے ہر روز سٹیشن پر آدمی روانہ کیا جاتا ہے۔ مگر خالی واپس آتا ہے ایسے شدید الانتظار اصحاب کی اطمینان خاطر کے لئے یہ چند سطور درج اخبار کرائے جاتے ہین انشاء اللہ بعد تیاری ان کو کتابین روانہ کی جاوینگی۔ کتابین مطبوعہ موجود ہین۔ صرف خاتمہ اور ٹائیٹل پیج وغیرہ شامل کرنے کی دیر ہے۔ اور وہ انشاء اللہ تعالی جلدی شامل کرنیکی کوشش ہو رہی ہے۔ والسلام

مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود
از قادیان

ایک سوال اور اس کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ایک بھائی صاحب لکھتے ہین کہ بدر نے کسی گذشتہ پرچہ مین ایک الہام کے ذیل مین حضرت اقدس کا یہ ارشاد لکھا ہوا تھا۔ کہ اگرچہ اس مین بظاہر عبارت مین غلطی معلوم ہوتی ہے مگر خدا تعالی اس صرف و نحو کا ماتحت نہین۔ اور ایسی مثالین قرآن شریف مین بھی موجود ہین۔

ایک مولوی صاحب اس پر لکھتے ہین کہ یہ غلط ہے بلکہ ضروری ہے کہ خداوند تعالے کا کلام صرف و نحو کے مطابق ہو کیونکہ خداوند کریم کا کلام معجز ہے تو اگر وہ ان قواعد کے مطابق نہ ہو تو پھر اسکا معجزہ ہونا کس طرح کسی کو معلوم ہوگا۔

لہذا آپ ایک تو ایسے آیات چند ایک لکھدین۔ دوم یہ لکھدین کہ پھر اعجاز کس طرح معلوم ہو۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اصل بات یہ ہے کہ تھوڑا علم بھی بڑی مصیبت ہوتا ہے۔ اور خصوصاً جب کہ اسکے ساتھ ہمہ دانی کا خیال بھی لگ جائے۔ پھر تو بلائے جان ہی ہو جاتا ہے۔ سچ ہے بیت

ہر کہ نداند و بداند کہ بداند ۔ در جہل مرکب ابدالدہر بماند ۔ عربی زبان کے قواعد مین خصوصیت سے ایک شکل پیش آئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عربی زبان بڑی وسیع زبان ہے پہلے لوگوں نے مثل سیبویہ۔ عبدالقادر جرجانی حماد۔ خلیل۔ اخفش۔ فراء۔ کسائی وغیرہم نے جب بذات خود استقرار کیا تو انہون نے تسہیل زبان کے لئے قواعد استنباط کئے لیکن چونکہ وہ لوگ اس زبان کی وسعت کو خوب جانتے تھے۔ کہ ہمارے مقرر کردہ قواعد عموماً اکثریہ ہین اور اہل زبان نے عموماً ان کے خلاف بھی استعمال کیا ہے لہذا انہون نے اپنے مستنبط قواعد کے تنگ دایرہ کے اندر زبان کی وسعت کو بند نہ کیا اور بار بار ظاہر کرتے رہے کہ ان کے خلاف بھی ہو سکتا ہے اور ہوا ہے بلکہ نظم یا نثر لکھکر بتاتے رہے کہ فلان فلان نے فلان عبارت مین اسکے خلاف استعمال کیا ہے۔ لیکن اسکے بعد جب وہ لوگ آئے جو کہ خود زبان اور اسکی وسعت سے ناواقف ہونیکے علاوہ اختصار پسند تھے اور قوم پر یہ بدظنی رکھتے تھے کہ اگر ان کو ہم مختصر اور مہذب کتابین اور رسالے نہ دین گے تو ان مبسوط اور رطب و یابس کی جامع کتابون کی طرف اول تو رخ ہی نہ کرینگے اور اگر کرینگے تو منتفع ہونے سے پہلے ہی گھبرا جاوینگے۔ لہذا انہون نے بسط کو حذف کر کے بڑے جامع مانع اور خاص اصطلاحی الفاظ مین ان اکثری قواعد کو کلیات کی صورت مین جمع کر کے متون اور رسالے لکھے اور جو بعد مین آئے انہون نے انکو اور مختصر کیا۔ یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہ مبسوط کتابین بالکل مفقود یا متروک ہو گیئن۔ اور لوگون کے ہاتھون مین وہی مختصر یا اخصر کتابین رہ گیئن جنکے پڑہنے والے نہایت تنگ خیال بن گئے اور یہ یقین کر بیٹھے کہ اہل زبان تو کیا خدا بھی ان قواعد سے جکڑا ہوا ہے۔ اور بال بھر کسی نے کبھی انکا خلاف کیا ہے۔ اور نہ ایسا کرنا کسیکے لئے جایز ہے اور آجکل اگرچہ بہت سی پہلے لوگون کی مبسوط کتابین موجود ہین لیکن پھر بھی ہمارے علماء ان مروجہ رسائل اور متون کے سوا ان کتابونکو نہین دیکھتے اب مین پہلے قرآن مجید کی چند ایک آیتین لکھتا ہون جنمین ہمارے علماء کے مروجہ صرف و نحو کے قواعد کے خلاف کیا گیا ہے پھر بتاؤنگا کہ باوجود اس خلاف کے پھر اعجاز کیونکر معلوم ہوتا ہے۔ ایسے آیات کریمہ بہت ہین جو صرف و نحو کے مروجہ قواعد کے خلاف کیا وہ قواعد انکے خلاف ہین چند ایک بطور نمونہ مین یہان پر لکھدیتا ہون۔ ان ھذان لساحران ۔ ما کنا نبغ ۔ فاصدق واکن من الصالحین ۔ واقام الصلوۃ والمؤتی الزکوۃ والموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصابرین فی البأساء ۔ ان الذین آمنوا والذین ھادوا والصابئون والنصاری ۔ عاہد علیہ اللہ ۔ وما انسانیہ ۔ وعلی ہذا القیاس اور بہت سی آیتین ہین رہا یہ کہ جب و نحو کے خلاف ہین تو پھر اعجاز کیسا پس واضح ہو کہ یہ نہایت ہی نادانی کا کلمہ ہے۔ صرف و نحو کے قواعد نزول قرآن سے بعد بنائے گئے ہین پس اگر اعجاز کلام کے یہ معنے ہین۔ کہ ان قواعد کے مطابق ہو تو پھر لازم آئیگا کہ ان سے پہلے نہ کوئی کلام معجز تھا اور نہ اسکے معجز ہونے کا کسیکو علم تھا اور نہ ہو سکتا تھا اصل بات یہ ہے کہ قرآن نے اپنے اعجاز کی نسبت ہرگز یہ بیان کیا ہی نہین کہ وہ اسوجہ سے معجز ہے کہ اسکی عبارت اعلیٰ درجہ کی ہے یہی وجہ ہے کہ علماء اسلام مین آج تک اختلاف ہے بعض کہتے ہین۔ اسکی مثل لانے سے عاجز ہونا اسوجہ سے نہین کہ اسمین کوئی بات ہے جسکو کوئی انسان نہین کر سکتا۔ بلکہ خداوند تعالی لوگون کی قدرت اور ہمت سلب کر لیتا ہے۔ بعض کہتے ہین اسمین چونکہ غیب کی خبرین دیگئی ہین۔ جو انسانی طاقت مین نہین۔ اسوجہ اسکی مثل نہین لا سکتا۔ اسی طرح اور بہت سے اقوال ہین۔ پر جو یہ کہتے ہین کہ اسکی نفس عبارت ہی ایسی اعلے درجہ کی ہے کہ انسان اسکی مثل لانے سے عاجز ہے انکے نزدیک بھی یہ ضروری نہین کہ ان مرتبہ قواعد کے مطابق ہو بلکہ یہ کہتے ہین۔ کہ عرب کے فصحاء و بلغاء کے کلام کا جو طرز ہے اسکے اس اعلیٰ درجہ پر یہ کلام ہے جسکو کوئی انسان نہین نبھا سکتا۔ پس اگر ضروری ہے تو یہ کہ کلام عرب کے طرز کے خلاف ہو نہ یہ اس کے جو چند انسانون نے بعد مین چند قواعد اخذ کئے ہین۔ اسکے خلاف نہ ہون کیونکہ وہ قواعد خود ناقص ہین۔ زبان عرب ایک ایسا ہی قواعد بنانیوالا اسکا احاطہ ہرگز نہین کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک قاعدہ رکھتے ہین اور اسکے خلاف عرب کے ان بلغاء کے کلام مین عبارت موجود ہوتی ہے جو کہ زبان کے استاد مسلم ہین چنانچہ قرآن مجید مین جو جو مقام قواعد صرف و نحو کے خلاف پائے گئے۔ اگرچہ وہ قواعد کے خلاف تو ہین۔ پر فصحاء و بلغاء عرب کے کلام مین انکے نظایر بلا مبالغہ خود موجود ہین۔ اور جو لوگ اس بات

صادق کی وفات اور دشمن کی ناکامی

تمہید سنا ہے کہ حضرت امام احمد کی وفات پر مرزا عبدالحکیم نے پٹیالہ میں دو جھوٹی خوشیوں کا جلسہ کیا ہے۔ اور اس تقریب پر اس نے اعلان الحق نام ایک رسالہ شایع کیا ہے۔ ڈاکٹر کے اس ٹریکٹ کو میرے کئی عزیز دوستوں نے پیش کر کے تحقیق چاہی ہے۔ انہی میں سے ڈاکٹر عبدالحکیم کا عزیز میاں محمد ہے۔

میں اس رسالہ کے اس لغو اور غیر متعلق حصہ کا کوئی جواب دینا نہیں چاہتا جس میں اس قسم کی بہت سی لغویات ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا تھا۔ یا مبارک احمد اسکی پیشگوئی سے مرا تھا۔ بلکہ میں اس رسالہ پر صرف اس لحاظ سے نظر کرنا چاہتا ہوں جسکے کیلئے یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔ اور اصل مقصود یہی جو باتیں دو رہیں۔ ان سے میں کوئی تعرض نہیں کرونگا

(حصہ اول)

میں نے جب اس رسالہ کو پڑھا تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب اس رسالہ کے صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے ۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء کو ان کے مقابلہ میں کوئی مباہلہ کا اشتہار دیا تھا۔ کہ عبدالحکیم میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔ پھر

۲۔ صفحہ ۶ پر ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کا اپنا یہ الہام لکھا ہے کہ مرزا پھیپھڑے کے مرض سے ہلاک ہوگا" اور آگے چلکر صفحہ ۱۲ پر کہا ہے۔ کہ "میری پیشگوئی کے مطابق مرزا صاحب کو پھیپھڑے کا مرض بھی ہوا"

۳۔ پھر صفحہ ۹ پر چل کر لکھا ہے۔ کہ مجھے الہام ہوا تھا کہ مرزا کی جڑ بنیاد اکھڑ جائیگی" اور صفحہ ۱۲ پر اس کے متعلق یوں تحریر کیا ہے" مرزا کی بیوی اور محمدی بیگم کی موت سے مرزا کی جڑ بنیاد اکھڑ جائیگی"

۴۔ پھر صفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۶ء کے الہام سے جس عذاب کے ملنے کی بشارت دیگئی تھی۔ وہ موعود عذاب مرزا صاحب کو نہیں ملا۔ اور وہ ہیضہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔

۵۔ پھر لکھا ہے کہ میرے ۳ دسمبر ۱۹۰۶ء کے الہام "مرزا پھیپھڑے کے مرض سے ہلاک ہوگا" کے مطابق موت سے چند مہینے پہلے مرزا کو پھیپھڑے کا مرض شروع ہوا جس سے اسے متنبہ ہونا چاہیے تھا۔ مگر افسوس اس نے اور اس کے مریدوں نے بجائے متنبہ ہونیکے الٹا اسکو چھپایا اور امر خدا سے جنگ کر رکھا" صفحہ ۹-۱۰

۶۔ پھر صفحہ ۱۱ پر کہتا ہے کہ میں نے پیسہ اور وطن اور اہلحدیث۔ اخبارات میں ۱۶۔ فروری ۱۹۰۸ء کا الہام "مرزا ۲۱۔ ساون ۱۹۶۵ تک ہلاک ہوگا" چھپوایا تھا اور ۲۱۔ ساون کو والے الہام کا انکار کیا ہے۔

۸۔ پھر صفحہ ۱۲ میں لکھتا ہے کہ ۲۴۔ مئی ۱۹۰۸ء کے رؤیا میں مجھے مرزا صاحب کے جلد تر مرنے کی اطلاع دی گئی تھی"

۹۔ پھر صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے الہاماً شایع کیا تھا کہ مرزا وفات نہیں پائیگا۔ جب تک براہین احمدیہ اور منارہ کی تکمیل نہ ہوگی۔ میں نے واقعات کی تطبیق کی غرض سے

۱۔ ۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء کے اشتہار کو اٹھا کر پڑھا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی مباہلہ[1] کا اشتہار نہیں اور نہ ہی اس میں مباہلہ کا ذکر ہے۔ بہت غور کی مگر اشتہار مذکور میں ڈاکٹر کے نقل کردہ یہ الفاظ بھی نہ ملے کہ "عبدالحکیم میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا"

۲۔ پھر صفحہ ۶ کے الہام اور صفحہ ۹-۱۰ کی عبارتوں کا جو مضمون ہے کہ "مرزا صاحب پھیپھڑے کے مرض میں کبھی مبتلا ہوئے" یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے۔ جسکے کذب پر روے زمین کے احمدی گواہ ہیں اور اس خلاف واقعہ افترا پر دنیا میں ایک بھی انسان نہیں جو یہ کہہ سکے کہ عیاذاً باللہ کبھی حضرت مرزا صاحب کو پھیپھڑے کا مرض ہوا ہے

۴۔ پھر صفحہ ۹ کے اپنے الہام "مرزا کی جڑ بنیاد اکھڑ جائیگی" کی جو صفحہ ۱۲ پر یہ تاویل کی ہے۔ کہ "مرزا کی بیوی اور محمدی بیگم کی موت سے یہ الہام پورا ہوگا" یہ ایسی بیوقوفی ہے کہ کوئی سلیم العقل انسان اسکو تسلیم نہیں کر سکتا۔ حضرت کی بیوی یا محمدی بیگم حضرت مرزا صاحب کی جڑ اور بنیاد کر اکھڑ جانا مانا جاسکے۔

خداتعالی کی جو عجیب قدرت ہماری حضرت امام کی وفات پر خارق رنگ میں سلسلہ کی تائید اور نصرت کیلئے ظاہر ہوئی ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ عبدالحکیم خاکبدہن کے تمام الہامات شیطانی ہیں۔

ہاں جڑھ اور بنیاد کا مطلب اگر سلسلہ کے علاوہ ہے تو اسوقت خدا کے فضل سے حضرت کے چار ہونہار اور لایق فرزند اور دو لڑکیاں موجود ہیں اور خدا کا وعدہ ہے کہ وہ باردر ہونگے انہی میں سے ہے جسکو عالم کشف میں حضرت امام نے فرمایا کہ "اب تو ہماری جگہ بیٹھ۔ اور ہم چلتے ہیں ۳۔ جنوری ۱۹۰۷ء"

۵۔ پھر صفحہ ۶ پر یہ لکھنا کہ مجھے الہاماً بتایا گیا تھا۔ کہ مرزا صاحب ضرور قطعی طور پر پھیپھڑے کی مرض سے ہلاک ہونگے اور پھر خود ہی صفحہ ۹ پر اس کے خلاف یہ اقرار لکھنا۔ کہ مجھے جس عذاب کے مرزا صاحب کو ملنے کی الہاماً اطلاع ملی تھی۔ وہ موعود عذاب مرزا صاحب کو نہیں ملا۔ عبدالحکیم کے شیطانی تعلقات کی بین دلیل ہے۔

۶۔ پھر صفحہ ۱۰ پر جو امر لکھا ہے۔ کہ "مرزا صاحب کو پھیپھڑے کا مرض تو ہوا پر مریدوں نے اسکو چھپا رکھا" اسپر غور کرتے ہوئے مجھے یقین ہوا کہ عبدالحکیم ایک نہایت لعنتی انسان ہے جس نے اتنے بڑے خلاف واقع امر کے کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا جسپر تمام احمدی لعنۃ اللہ علے الکاذبین کہنے کو طیار ہیں۔ اسکے علاوہ یہ کذاب اور بیباک یاین کہ اہلحدیث ۱۵۔ مئی ۱۹۰۸ء اور پیسہ اخبار ۱۵ و ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء۔ وطن ۸۔ مئی ۱۹۰۸ء۔ ینگ مین گزٹ ۲۸۔ مئی ۱۹۰۸ء۔ ایڈوانس ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء اور وکیل و دیگر متعدد اخبارات میں یہ پیشگوئی شایع کر چکا ہے کہ "مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہوگا" مگر باین اپنے جھوٹ اور افترا کے کھل جانیکے بعد یہ لعنتی صفحہ ۱۱ میں اس امر سے انکار کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ میں نے ان اخبار و میں اسطرح پیشگوئی شایع نہیں کی بلکہ یہ شایع کیا ہے کہ "مرزا ۲۱۔ ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہوگا" حالانکہ اخبارات محولہ کی مسطورہ تاریخیں اس کے اس جھوٹ کو ظاہر کر رہی ہیں۔

۷۔ پھر صفحہ ۱۲ میں ہے کہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کے رؤیا میں میں نے دیکھا کہ "میں نے ایک لومڑ اور دو چیلوں کو مار ڈالا اور یا دن سے بچا ہے" ۲۱۔ ساون سمت ۱۹۶۵۔ مطابق ۴۔ اگست کو والی پیشگوئی کے منسوخ ہونے کا کوئی اشارہ نہیں۔ عبدالحکیم کے شیطانی رؤیا کی دو چیلوں کا زندہ بسلامت موجود ہونا۔ اور مرزا صاحب کے ساتھ انکا وفات نہ پانا اس کے کاذب ہونے کی کافی دلیل ہے۔ اگر عبدالحکیم سمجھتا ہے

[1] ڈاکٹر عبدالحکیم نے مرزا صاحب کے ۱۶۔ اگست کے اشتہار کو مباہلہ کا اشتہار ظاہر کرنے کے لئے اپنے اعلان الحق صفحہ ۱۷ میں حضرت مرزا صاحب کے اس اشتہار محولہ کو نقل کر کے اس کی پیشانی پر از خود یہ سرخی جمائی ہے مرزا قادیانی کا اشتہار مباہلہ جو بالکل جھوٹ ہے۔

کہ اس رؤیا کے ذریعہ اسکو حضرت مرزا کی وفات کے حادثہ کی اطلاع باین طور دیگئی تھی۔ کہ ۴- اگست سے پیشتر آپکی وفات کا واقعہ ہوگا۔ تو ضروری تہا کہ دہیلو کی موت کا حادثہ بہی اسی تاریخ کو ہوتا۔

۸- پھر حضرت مرزا کی طرف یہ نسبت کہ حضور نے الہاماً یہ بہی لکہا تہا۔ کہ جب تک براہین احمدیہ اور منارہ کی تکمیل نہ ہوگی وفات نہ پاؤنگا۔ محض افترا ہے خلاصہ یہ کہ نہ حضرت نے ۱۶- اگست ۰۶ء کے اشتہار مین مباہلہ کیا اور نہ اُس مین یہ لکہا۔ کہ عبد الحکیم میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔ اور نہ کبہی حضرت کو پہیپھڑے کا مرض ہوا۔ اور نہ حضور نے بعارضہ ہیضہ وفات پائی۔ بلکہ عبد الحکیم کا یہ محض افترا ہے۔ کہ کبہی پہیپھڑے کا مرض ہوا یا آپنے بعارضہ ہیضہ انتقال فرمایا۔ اُس کے علاوہ عبد الحکیم نے صفحہ ۱ پر لکہا ہے کہ میری تحریرون اور تقریرون اور پیشگوئیون نے مرزا صاحب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حالانکہ صفحہ ۴ پر لکہتا ہے کہ میری رسالہ جات وغیرہ کا مرزائیون پر کچہ اثر نہ ہوا۔ کیونکہ وہ ان کو نہ کبہی انصاف اور سچائی کے ساتھ پڑہتے تھے۔ اور نہ سنتے تھے۔ کیا یہ بات کسی سلیم العقل کے ذہن مین آسکتی ہے کہ جب حسب تسلیم ڈاکٹر عبد الحکیم کے مرزائیون پر بہی اس کی تحریرون اور تقریرون کا کچہ اثر نہ ہوا۔ تو کیا ان تحریرون اور تقریرونکا مرزا صاحب پر یہ اثر مانا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ مرزائیون پر اثر نہ ہونے کا اقرار اور دوسری طرف مرزا صاحب کے متعلق یہ تحریر۔ ڈاکٹر کے خبط الحواس ہونے پر دال ہے۔

۲- پھر صفحہ ۱۱ پر ایک دجالانہ چال چلتے ہوئے لکہتا ہے کہ چودہ مہینے والی پیشگوئی کی میعاد ۱۳- اگست ۱۹۰۹ء تک تہی۔ مگر چونکہ مرزا بدستور مرزا اور سرکش بنا رہا۔ مبارک احمد کی موت سے جو میری رؤیا کے مطابق واقع ہوئی۔ مطلق خوف زدہ نہ ہوا۔ تو اس کو خوفناک خوابات آئے۔ اور متعدد الہامات ہوئے۔ مگر کسی طرح اسکی بیباکی اور سرکشی مین کمی نہ ہوئی۔ مرزائیون کا ارتداد اور کفر زیادہ بڑھ گیا پھر ایک موقع پر میری زبان سے یہ بددعا نکلی "اے خدا اس ظالم کو جلد غارت کر اے خدا اس بدمعاش کو جلد غارت کر" اس لئے ۴- اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲۱- ساون سمت ۱۹۶۵ کی میعاد بہی منسوخ کی گئی"

اس عبارت مین بہت سے وجوہات بیان کرکے مرتد عبد الحکیم نے یہ بیان کرنا چاہا ہے کہ میری مقرر کردہ میعاد ۴- اگست سے پہلے مرزا صاحب کی وفات واقع ہوجانا ان امور کے سبب سے ہے۔ جو اس عبارت مین بیان کئے گئے ہین۔

مثل مشہور ہی چور کی ڈاڑہی مین تنکا- بظاہر اس وجہ سے جیسا کہ عبد الحکیم کہتا ہے۔ کہ میری پیشگوئی یہہ تہی۔ کہ "مرزا صاحب ۲۱- ساون مطابق ۴- اگست ۱۹۰۸ء تک وفات پائینگے" کوئی ضرورت نہ تہی۔ کہ عبد الحکیم یہ وجوہات بیان کرکے لکہتا۔ کہ **ان امور کے باعث میری مقرر کردہ میعاد سے پہلے** مرزا صاحب نے وفات پائی ہے۔ کیونکہ اگر درحقیقت یہی آخری پیشگوئی تہی۔ اور اسی کے مطابق مرزا صاحب کا انتقال ہوا تو پھر ۲۶- مئی کی تاریخ کے متعلق یہ لکہنے کی کوئی ضرورت نہین کہ مرزا صاحب نے میری پیشگوئی کی میعاد سے پہلے وفات پائی ہے۔ کیونکہ اس صورت مین مرزا صاحب کا ۲۶- مئی ۰۸ء کو وفات پانا عین اس پیشگوئی کی میعاد کے مطابق واقع ہوا ہے۔ جسکو عبد الحکیم ان الفاظ مین نقل کرتا ہے۔ کہ "مرزا ۲۱- ساون سمت ۱۹۶۵ تک ہلاک ہوگا"

مگر باوجود اس جہوٹے دعوے کے کہ میری آخری پیشگوئی ۲۱- ساون تک تہی۔ پھر بہی عبد الحکیم ان وجوہات کا ذکر کرکے بیان کرتا ہے کہ میری مقررہ میعاد سے پہلے مرزا صاحب کی وفات ہوئی۔ اور پیشگوئی کی تاریخ انہی کے سبب سے منسوخ ہوگئی۔ ناظرین اصل باعث اسکا وہی مثل مشہور ہے جسکو مین موٹے الفاظ مین درج کرچکا ہون۔ کیونکہ گو اس نے اپنے اس رسالہ مین ۲۱- ساون **تک کی پیشگوئی** ...... کو ذکر کرکے ۲۱- **ساون** کو والی پیشگوئی کو جو آخری پیشگوئی تہی۔ اور جس کے کذب کو مرزا صاحب کی وفات نے ظاہر کردیا ہے۔ بار بار چہپانے کی کوشش کی ہے مگر باین وہ جانتا ہے کہ میرا یہ دہوکا صرف ان ناواقف لوگون پر کارگر ہوگا۔ جن کو میری اس آخری پیشگوئی کہ "مرزا ۲۱- ساون کو ہلاک ہوگا" کی اطلاع نہین۔ پر جن لوگون کو میری اس پیشگوئی سے واقفیت ہے اور وہ جانتے ہین۔ کہ مین بہت سے اخبارات مین اپنی اس پیشگوئی کو آخری پیشگوئی قرار دے کر اپنی پہلی پیشگوئیون کو منسوخ کر چکا ہون۔ انپر غیر ممکن ہے۔ کہ میرا یہ چل کارگر ہو۔ اسلئے ڈاکٹر صاحب نے بڑی مکاری سے ان لوگون کے اس اعتراض کا جواب جو وہ اس پیشگوئی پر کرتے بطور پیش بندی اس طور پر دیا ہے کہ میری پیشگوئی کرنے کے بعد چونکہ مرزا صاحب کی طرف سے یہ واقعات نئے پیش آئے۔ اسلئے پہلی پیشگوئیون کی طرح اس مین بہی ان وجوہات کے باعث مقررہ میعاد منسوخ ہوکر مرزا صاحب کی وفات پہلے واقع ہوگئی۔

مگر اے ناظرین! آپ خوب یاد رکہین۔ کہ ڈاکٹر نے جو وجوہات ۴- **اگست** کو والی پیشگوئی کے منسوخ ہوجانے کے بیان کئے ہین۔ وہ کسی طرح بہی ۴- **اگست** کو والی پیشگوئی کے منسوخ ہونے کا سبب قرار نہین دیا سکتے۔

کیونکہ یہ امور ۴- **اگست** کو والی پیشگوئی کی منسوخی کا سبب تب مانے جا سکتے ہین۔ کہ اس پیشگوئی کے بعد ان واقعات کا ظہور مرزا صاحب کی طرف سے ہوا ہو۔ حالانکہ ان واقعات مین سے جن کو ڈاکٹر ۴- اگست کو والی پیشگوئی کی منسوخی کا باعث ٹھیراتا ہے۔ ایک واقعہ بہی ایسا نہین جو اس کی اس پیشگوئی کے بعد واقع ہوا ہو جس کے لئے انکو سبب تنسیخ ٹھہراتا ہے۔ ۴- **اگست** کو والی پیشگوئی کے منسوخ ٹھہرانے کے لئے ڈاکٹر کو ایسے اسباب اور وجوہات بیان کرنے چاہئے تھے جو اس پیشگوئی کے شایع کرنیکے بعد نئے پیدا ہوتے یہ جسقدر بہی وجوہات بیان کئے ہین۔ وہ سب ایسے ہین جو اس آخری پیشگوئی کے شایع ہونے سے عرصہ بیشتر مرزا صاحب مین موجود تھے۔ اگر یہ وجوہات ڈاکٹر کی کسی پیشگوئی کی تنسیخ کا سبب ٹھہرائے جا سکتے ہین۔ تو وہ چودہ ماہ والی پیشگوئی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ اس ۴- اگست کو والی پیشگوئی کا جس کے شایع ہونے سے مدت پہلے یہ واقعات ہو چکے تھے۔ ڈاکٹر نے ان وجوہات کو بیان کرکے گو عوام کو دہوکا مین ڈالنے کی کوشش کی ہے مگر ان وجوہات کے بیان کردینے سے ہمکو یہ فائدہ ہوا ہے۔ کہ اب ڈاکٹر علاوہ ان وجوہات کے اس اعتراض کے پیدا ہونیکے بعد کوئی نئی وجہ ان کے اور لئے اس پیشگوئی کے منسوخ ہونے کی بیان نہین کرسکیگا۔ اور اگر وہ اس تحریرون بیہودہ کے بعد کوئی بات بنانے کی کوشش کرے گا۔ تو وہ اس کے کاذب ہونے کی ایک نئی دلیل ہوجاوے گی۔

ایک اور بات ہو ڈاکٹر کی اس صفحہ ۱۱ والی عبارت مین قابل توجہ ہے۔ وہ لفظ مگر جس کے

وجوہات کو بیان کیا ہے۔ اور اس نتیجہ کا تعلق ہے جو اس نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے کہ اس لئے ہم۔ اگست

کی پیشگوئی کی میعاد بھی منسوخ ہو گئی۔

اگر ناظرین اس عبارت کو پھر ذرا غور سے پڑھیں گے تو ظاہر ہو گا۔ کہ نتیجہ اور وجوہات میں کوئی ربط نہیں۔ اگر عبارت کے لفظ مگر سے پایا جاتا ہے تو بس یہی کہ یہ وجوہات چودہ ماہ والی پیشگوئی کے منسوخ ہونے کا سبب ہیں۔ اور ڈاکٹر کا یہ نتیجہ کہ " اس لئے ہم۔ اگست کی پیشگوئی کی میعاد بھی منسوخ ہو گئی" سراسر غلطی پر مبنی ہے۔

میں اس موقع پر اپنی جماعت کی توجہ ان الزامات کی طرف بھی پھیرنا چاہتا ہوں۔ جو عبدالحکیم نے جماعت کے تمام لوگوں پر بلا استثنا لگائے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ مرزائی۔ حرامزادے۔ بدمعاش۔ سرکش۔ مرتد۔ کافر۔ بیدین۔ ظالم۔ خدا کے مقابلہ میں ضدی۔ قرآن رسول کے مخالف۔ مردود عیار۔ بدعہد۔ بددیانت بے حیا ہیں۔ یہ الزامات جو عبدالحکیم نے الہاماً احمدی جماعت پر لگائے ہیں۔ اگر تم اعتقاد کرتے ہو۔ کہ اس کے یہ تمام الزامات درست ہیں۔ اور تم واقع میں ایسے ہی ہو۔ تو تم سمجھو کہ درحقیقت تم جھوٹے اور مرزا بھی جھوٹا تھا۔ اور عبدالحکیم راستباز ہے اور اگر تم یقین کرتے ہو۔ کہ اس کے یہ الہامی الزامات اسکا افترا ہے اور وہ کذاب اشر ہے تو تم یقین کرو کہ ایسے لعنتی اور خبیث انسان پر خدا کے کلام کا نزول ہرگز نہیں ہو سکتا اور جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ وہ سب اسکا افترا ہے ✦

حصہ دوم

مضمون کے پہلے حصہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے ثابت ہے کہ عبدالحکیم ایک لعنتی انسان ہے جسکو خدا سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ اب اس حصہ میں اس امر سے قطع نظر کر کے اس بات پر غور کرنا چاہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کی پڑتال کروں جس کی وجہ سے عبدالحکیم کا خیال ہے۔ کہ مرزا صاحب کی وفات اسکی پیشگوئی کا نتیجہ ہے۔

عبدالحکیم کی پیشگوئی کس نہج پر ہوئی تھی۔ اور کیا واقعات اس کو مانتے ہیں کہ اس کی پیشگوئی پوری ہوئی؟

جب میں اس معاملہ پر نظر کرتا ہوں۔ تو میں دیکھتا ہوں۔ کہ عبدالحکیم کی تحریروں میں پہلا الہام جو مرزا صاحب کے خلاف پایا جاتا ہے۔ وہ الہام ہے جو ۱۲ - جولائی ۱۹۰۶ء کو ان الفاظ میں اس نے شایع کیا ہے " مرزا مسرف ہے کذاب ہے عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا اور اس کی میعاد تین سال ہے" اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کی اس پیشگوئی کے جواب میں مرزا صاحب نے خداتعالیٰ سے اطلاع پاکر ۱۶- اگست ۱۹۰۶ء کے اشتہار میں صرف یہ لکھا۔ کہ " خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے ہوتے ہیں انپر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ رب فرق بین صادق و کاذب انت تری کل مصلح وصادق" اس کی تشریح میں حضرت نے یہ بھی لکھا کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں۔ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ یعنے ذلت کی موت کہ میرے آگے ہی لعنت ہو۔ اور میرے پیچھے بھی" اس الہامی دعا میں مرزا صاحب نے فقط خداتعالیٰ سے یہ چاہا ہے کہ خواہ کسی رنگ میں ہو۔ صادق اور کاذب میں اللہ تعالےٰ فیصلہ کرے۔ نہ اسمیں یہ درخواست ہے کہ عبدالحکیم میری زندگی میں ہلاک کیا جاوے۔ بلکہ اس اشتہار میں یہ عجیب بات ہے۔ کہ مرزا صاحب باوجود کہ ایسے مقابلوں میں اسوقت تک صادق کے سامنے کاذب کے مرنے کو مدار فیصلہ قرار دیتے رہے تھے۔ عبدالحکیم کی جنگ میں باوجود اسکے کہ فتح آپ کے ہی نام پر مقدر تھی۔ حضور نے اس امر کو مدار فیصلہ قرار نہیں دیا بلکہ اس جنگ میں خداتعالےٰ نے فیصلہ لیا ہے۔ اور یہ بات خداتعالیٰ کے کامل علم اور اسکی نصرت پر بین دلیل ہے کہ اسمیں علاوہ اسکے کہ صادق کے سامنے کاذب کے مرنے کو مدار فیصلہ قرار نہیں دیا حضرت امام ہمام مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا صاحب نے اپنے لئے عبدالحکیم کی زندگی میں مطلق موت کے حادثہ کی بھی نفی نہیں کی بلکہ جس رنگ کی موت کے عدم وقوع کی اس اشتہار میں پیشگوئی کی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب مطلق موت کے وقوعہ کو اپنی پیشگوئی متعلقہ عبدالحکیم کے منافی ہرگز نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ حضور نے لکھا ہے کہ "خداتعالیٰ مجھکو ایسی ذلت کی موت ہرگز نہیں دیگا۔ کہ میرے آگے

بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی" ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ذلت کی موت کے عدم وقوع کی پیشگوئی سے نفس موت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مرزا صاحب کا اس اشتہار میں بار بار اپنے لئے ذلت کی موت سے سلامتی کی پیشگوئی کرنا اور صادق کے سامنے کاذب کی ہلاکت کو مدار فیصلہ قرار نہ دینا ہماری جماعت کے لئے بہت ہی قابل غور کا مقام ہے آجتک جسقدر مخالفوں نے عبدالحکیم کے رنگ میں مرزا صاحب سے مقابلہ کیا۔ ان سب کے لئے تو خداتعالیٰ نے اس معیار کو مدار فیصلہ ٹھیرایا کہ صادق کے سامنے کاذب ہلاک ہوگا مگر اس جنگ میں خداتعالیٰ نے ذلت کی موت سے سلامتی کا وعدہ کر کے فیصلہ اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور یہ امر خداتعالیٰ کے کامل علم اور اس کی خاص تائید پر بین دلیل ہے۔

کیونکہ

خداتعالیٰ جانتا تھا۔ کہ اب ان کلمات اللہ کے پورا ہونے کا وقت بہت قریب ہے جنکا ذکر حضور نے عبدالحکیم کی اس

کیوں عبدالحکیم کو مرزا صاحب کے سامنے ہلاک نہیں کر دیا اس لئے کہ عبدالحکیم کا (بہر صورت خواہ پیشگوئی ہوتی یا نہ ہوتی) مرزا صاحب کی زندگی میں ہلاک ہونا جب ضروری ہوتا کہ خدا کی یہ سنت ہوتی۔ کہ صادق کے سامنے ہی اس کے تمام دشمنوں کا مرنا ضروری ہے۔ جب صادقوں کے بعض دشمن انکی زندگی کے بعد بھی بعض مصالح الہیہ سے ہلاک ہو کر مخلوق کے لئے عبرت کا نمونہ بنتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ سب دشمن اس کے سامنے ہی ہلاک ہو جاویں پس اگر مرزا صاحب کے بعض دشمن عبدالحکیم وغیرہ ان کی زندگی میں ہلاک نہیں ہوئے اور خدا نے انکو پر حکمت مصلحت سے مسیلمہ کی طرح آپ کی وفات کے بعد ہلاک کیا جانا مقدر کیا ہے۔ تو پھر بتاؤ۔ اس میں کیا اعتراض ہے ہاں ایسے دشمن کا جن کی نسبت راستباز نے خداتعالیٰ کی طرف سے اطلاع پاکر مخلوق کو یہ بتایا ہو۔ کہ خدا کے اذن سے تیری زندگی میں ہی نیست و نابود کئے جاوینگے صادق کی زندگی میں ہلاک ہونا البتہ ضروری ہے منہ

اور ذلت کا عذاب انکو نصیب نہیں ہوتا اسی اشتہار میں یہ بھی لکھا۔ کہ خدا مجھکو ایسی ذلت کی موت نہیں دیگا۔

[illegible]

لے اس مقام پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ کہ خداتعالیٰ نے

پیشگوئی کے آٹھ ماہ پیشتر رسالہ الوصیت میں یوں فرمایا ہے اور ضروری ہے کہ وہ تقدیر مبرم اس عرصہ تین سال میں نافذ ہو اسلئے کہ وہ صادقوں کا حامی ہے اور نہیں چاہتا کہ کوئی کاذب اپنی کسی پیشگوئی میں بھی صادق پر فتح پاوے۔ اس مقام پر اس نے اپنی خاص نصرت کا ہاتھ دکھا کر دشمن کو اور رنگ میں پکڑنے کا وعدہ فرمایا! اگر خدا ایسا نہ کرتا تو اسکے علم اور حکمت پر حرف آتا۔ مگر غور کرو یہ کیسی نصرت ہے۔

اس پہلے سہ سالہ پیشگوئی کے الہام کے بعد جس پر میں یہاں تک کچھ لکھ آیا ہوں۔ عبد الحکیم نے پھر ۲۶ مئی سنہ کو ایک اور الہام ان لفظوں میں شایع کیا کہ "مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاویگا"

اس جگہ اس امر کا لکھنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ایک طرف دشمن کو اپنے سہ سالہ پیشگوئی کے بدلنے پر اللہ تعالیٰ نے مجبور کیا۔ دوسری طرف اپنی اس مبرم تقدیر کے متعلق جسکا وقوعہ مقدر ہو چکا تھا۔ **الوصیت** کے کلام کے علاوہ اس کثرت سے الہامات نازل فرمائے۔ کہ جن کے سے **واقعہ وفات** کا بہت قریب عرصہ میں ہونا یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اور وہ کلام آلہی یہ ہے[1]

مگر ہم پر خدا تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہوا کہ اس تسلی بخش کلام کے علاوہ اس نے ہمکو ابتلاؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے دشمن کو ہر رنگ میں جھوٹا کیا۔ خدا کے اس کلام کی موجودگی میں جسکا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ اگر یہ پیشگوئی برقرار رہتی۔ اور دشمن اسکو نہ بدلتا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی وفات کا واقعہ بھی کسی قریب ترین تاریخ میں واقع ہو جاتا تب بھی ظاہر ہے کہ یہ حادثہ عین کلام الٰہی کے منشا کے مطابق ہونا لیکن ہرگز یہ نہ سمجھا جاتا۔ کہ حضرت کی وفات دشمن کی پیشگوئی کا نتیجہ ہے کیونکہ جب ڈاکٹر کی پیشگوئی سے بہت پیشتر خدا کے کلام کے ذریعہ اسکی خبر اور اطلاع ہو چکی تھی پھر کیونکر خیال کیا جاتا۔ کہ یہ خدا کے کلام کے مطابق وقوع نہیں پایا۔ اور ڈاکٹر کی پیشگوئی کا اثر ہے پر خدا کی قدرت اور عجائبات پر قربان جائیں کہ اس نے ان آخری ایام میں جب کہ خدا تعالیٰ کی مبرم تقدیر کا ارادہ پورا ہونے کو تھا۔ اور ممکن تھا کہ کسی قریب ترین تاریخ میں اس حادثہ کے وقوع پانے کی باعث نادانوں کو ٹھوکر لگتی۔ اور کم فہمی سے دشمن سمجھتا کہ میری فتح ہوئی نافہموں پر رحم فرمایا۔ اور اس سلسلہ کی خاص نصرت اور تائید کر کے انجام کار دشمن کو روسیاہ اور ناکام کیا کہ وہ لازمی اندر ایسا نادم اور پشیمان ہوا ہے کہ مخلوق کو منہ دکھانے کے بھی قابل نہیں رہا اور یہ رحم اس صورت میں جلوہ گر ہوا۔ کہ عبد الحکیم نے اپنی پہلی دونوں پیشگوئیوں کی طرح یہ تیسری پیشگوئی کہ "مرزا ۲۱-ساون تک ہلاک ہوگا" بھی ان آخری دنوں میں ان الفاظ سے تبدیل کر دی کہ "مرزا ۲۱-ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴-اگست ۱۹۰۸ء کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوگا"

اس الہام کے رو سے حضرت مرزا صاحب کی وفات کے لئے ایک خاص تاریخ معیّن کی گئی تھی جسطرح اس خاص تاریخ سے پیچھے وفات پانا اس الہام کے کلام آلہی نہ ہونے کا ثبوت ہوتا اسی طرح معیّن تاریخ سے پہلے حضرت کی وفات پانا اس الہام کے شیطانی ہونے کی علامت ہے۔ خدا کے اس ارادہ کی (جسکی اطلاع حضرت مرزا صاحب کو متواتر طور پر دسمبر ۱۹۰۵ء سے مل رہی تھی) ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو پورا ہونے نے ڈاکٹر کی تمام پیشگوئیوں پر پانی پھیر دیا اور ثابت کر دیا کہ صادق کون ہے۔ اور کاذب کون۔ اگر خدا کی نظر میں مرزا صاحب کاذب تھے اور عبد الحکیم صادق تو خدا نے مرزا صاحب کو کیوں ایسے طور پر وفات دی جس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کے مقبول تھے۔ اور عبد الحکیم مخذول اگر خدا عبد الحکیم کا حامی تھا۔ تو اس کو یہ الہام کسنے کیا اور عبد الحکیم کو کسنے مجبور کیا کہ وہ دنیا کے بہت سے اخبارات میں یہ الہام شایع کرے کہ **"مرزا ۲۱-ساون مطابق ۴-اگست کو ہلاک ہوگا"**

عبد الحکیم کے الہام کنندہ نے اس الہام سے عبد الحکیم کی بنی بنائی بات کو بگاڑ دیا۔ اور اس کے قابو آئے ہوئے شکار کو اس کے ہاتھ سے نکال لیا۔ اور ایسے نازک وقت میں مرزا صاحب کی نصرت اور تائید کر کے ثابت کر دیا۔ کہ وہ عبد الحکیم کا سخت دشمن ہے اگر خدا تعالیٰ عبد الحکیم کے شر سے ہر طرح سے مرزا صاحب کی حفاظت نہ کرتا تو آج دشمن کہتے۔ کہ عبد الحکیم کی پیشگوئی سچی نکلی۔ مگر چونکہ عبد الحکیم خدا کی نظر میں مخذول تھا۔ اور مرزا مقبول۔ اسلئے خدا نے ایسی نصرت کی کہ دشمن ہی بول اٹھے۔ کہ عبد الحکیم کی پیشگوئی غلط نکلی۔

اس بات پر غور کرنے سے کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے باوجود تین سال کے اندر اپنا مقدر ارادہ پورا کرنے کے حضرت کی وفات کو مجموعہ آیات بنایا۔ ایک عجیب سرور پیدا ہوتا ہے۔ آخر میں عبد الحکیم نے اپنی بطالت کے ظاہر ہو جانے کے بعد اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے ایک اور دھوکا دینا چاہا ہے۔ اور لکھا ہے کہ گو مرزا صاحب کی وفات میری آخری پیشگوئی **۲۱-ساون کو** (روالی) کے مطابق تو واقع نہیں ہوئی۔ مگر جو پیشگوئی سہ سالہ اور چودہ ماہہ تھی وہ تو پوری ہو گئی ۔

سو اسکا ایک جواب تو یہ ہے کہ عبد الحکیم کا یہ محض فریب ہے کیونکہ وہ خود اپنے اسی رسالہ اعلان الحق کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۲ میں مانتا ہے کہ پہلی پیشگوئیاں اس آخری پیشگوئی سے منسوخ ہو گئی تھیں چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"اس لئے ۴-اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲۱-ساون سمت ۱۹۶۵ کی سیعاد ہی منسوخ کی گئی" یہ لفظ ہی صاف بتا رہا ہے کہ اس پیشگوئی سے پہلے ہی بعض پیشگوئیاں منسوخ ہو چکی ہیں۔ اور وہ وہی سہ سالہ اور چودہ ماہ والی پیشگوئیاں ہیں

دوسرا جواب ایک اور بھی ہے جو ذرا غور سے سمجھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم عبد الحکیم کی پیشگوئیوں کی ترتیب پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلی پیشگوئی سہ سالہ تھی (جو ۱۲-جولائی ۱۹۰۶ء کو شایع ہوئی تھی اور اس کی سیعاد ۱۱-جولائی ۱۹۰۹ء تک تھی) اور دوسری پیشگوئی ۱۴ مہینے کی تھی (جو ۲-جولائی ۱۹۰۷ء کو شایع ہوئی جس کی سیعاد ستمبر ۱۹۰۸ء تک تھی) اور تیسری پیشگوئی ۱۶-فروری ۱۹۰۸ء کو شایع ہوئی تھی کہ "مرزا ۲۱-ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴-اگست تک ہلاک ہوگا" اور چوتھی پیشگوئی جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے بعد اخباروں میں چھپی تھی یہ کہ "مرزا ۲۱-ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴-اگست ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہوگا"

اس میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ اس چوتھی پیشگوئی نے جو سب سے آخری پیشگوئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے تمام معتقدین کو اس بات کا یقین کرا دیا تھا۔ کہ اگر مرزا صاحب کی وفات کی انتظار کسی قریب ترین تاریخ میں کی جا سکتی ہے۔ تو ۴-اگست کی تاریخ ہی۔ ڈاکٹر کے الہام کنندہ نے اس تاریخ کے ظاہر کرنے سے یہ بتلایا تھا۔ کہ اس تاریخ سے پہلے کسی صورت میں بھی مرزا صاحب کی وفات واقع نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کے علم میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی تاریخ ہوتی تو ضروری تھا کہ وہ اسکی اطلاع دیتا اس الہامی وعدہ کے رو سے کبھی بھی خیال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کہ اس سے بھی اقرب کسی تاریخ میں حضرت کی وفات ہو سکے گی۔ یہ چوتھا الہام اپنے اندر معیّن تاریخ کی ایک ایسی خصوصیت رکھتا ہے۔ کہ اسکو صحیح تسلیم کر لینے کے بعد ہم کبھی خیال نہیں کر سکتے۔ کہ اس خاص تاریخ سے پہلے

[1] [illegible]

[1] چونکہ الوصیت کی عبارتیں بہت دفعہ نقل ہو چکی ہیں اسلئے اس مضمون میں انکے نقل کی حاجت نہیں سمجھی گئی۔ ایڈیٹر

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا جو آج کل تخمیناً ڈیڑھ سو روپیہ تولہ پر فروخت ہوتا ہے اور ممیرے کا سرمہ دو روپیہ تولہ پر فروخت کیا جاتا ہے ایسا ہی سمجھتے ہیں اسکے لئے لمبے چوڑے سندات پیش نہیں کرنا چاہتا۔ اسلئے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام اور حضرت حکیم الامۃ اور دوسرے بزرگان قادیان نے اسکو اصلی ممیرا شناخت کرکے خود خرید فرمایا ہے میں عام لوگوں کے نفع کے لئے اصلی ممیرا (چھ روپیہ) تولہ پر اور سرمہ ممیرا ۶ روپیہ فی تولہ پر فروخت کرتا ہوں اور اسکے ساتھ ہی یقین دیتا ہوں۔ اگر ممیرا اس اشتہار کے موافق مصفّٰی نہ ہو تو میں قیمت واپس دونگا۔ سچائی کے اظہار کیلئے یہی ایک امر کافی ہے۔

نوٹ۔ میری دوکان سے ہر قسم کی لنگی اور کلاہ بھی مل سکتی ہے

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر قادیان دارالامان

سامانِ ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھے ریشی وار کشمیر کی لکڑی کے ۔ ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائدار ہیں۔ قیمت سے روپیہ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا کین ہینڈل دو ربڑ کے بیچ کے لئے نہایت عمدہ ۴ر

کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کیلئے ۱۲ر

بچوں کے کرکٹ بیٹ ۱۲-۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک کرکٹ کیال لکڑی کا فی بکس فی سٹ ۷ر

فٹ بال عمدہ کا وٗ ہائیڈ پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائدار ۶ ۔۔ ۵ ۔ ۱۲ر

کیلئے فٹ بال ۲ معہ بلیڈر ۱۱ر

۳ ۔ ۹ر

کرکٹ بال گسٹ سن نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے دھاگے کے بیچ ۷ر

پریکٹس ۸ر

کرکٹ ڈبیس فی کاپی ۴ر

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹ پریکٹس ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ ہیں اس کم میں اسکو کم نرخ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجان پور ضلع کانگڑہ ۲۰ ۲۰

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہو اسمین کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور ضرور یہ ضرور سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے؟ اگر یہ بات نہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح آپکو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی بہ نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایات ہیجان صفرا صفراوی بخار یاتپ۔ بدہضمی۔ سوءہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل دھڑکنا یعنی چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکار آنا اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو ہٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادی اور زہریلہ اجزوں کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ صفرا یعنی پت کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں۔ اور ہر مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں۔



بارہ آنہ والی

قیمت ۸۔ ۴ر اور بارہ آنہ والی شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ جو ۸ آنہ والی شیشی کی گولیوں سے تیگنی ہیں۔ کل دوا فروش فروخت کرتے ہیں یا ڈون پلی او باکس بمبئی سے منگوائیے

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ٹیوب چھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سر خبادہ۔ کھجوا۔ کیڑے چیٹے۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش چھین بثور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت ۲ دو روپیہ فی ڈبیا۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ دیکھا اسمین کچھ بھی دھوکا ہے قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کیا ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہ کی شکایات کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں۔ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر طلب فرمادیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلا طلسمی۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں۔ ہماری اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھانا ہو اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے۔ منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی۔ آنکھ کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ امرتسر ... ٹنڈی

اسکاٹس ایملشن



اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن